

جاسوسی دنیا نیپر

rfi@urdufans.com

rfi@urdufans.com

سمیوں کی

rfi@urdufans.com

rfi@urdufans.com

این شے

rfi@urdufans.com

اسرار پبلیکیشنز

بیڈنٹ روڈ لاہور

چملے حقوق محفوظ

پیشہ

سید و آدم کے ایک ٹیلی فون آپریٹر سماں سب کا خیال ہے کہ میرا بچپن لاموں
آتشی بادل، "محض بجھا اسن" تھا!

ان کی دانست میں نادل کا نام تو شاندار تھا لیکن اس کے اعتماد سے کم کہاتی
پھر عپسی ہے۔ چلنے تسلیم! میں تو ہربات تسلیم کر لینے کا عادی ہوں۔ محض اس
لئے کہ میرے پڑھنے والے ہر طبقے اور ہر عمر سے تعلق رکھتے ہیں لہذا ان کے طبقے
میں اختلاف ہو سکتا ہے!

ٹیلیفون آپریٹر سماں نے "سر زنگا شعلہ" میں "آتشی بادل" کا
اشتہار دیکھ کر اس کے بارے میں کچھ اس نسم کی کہانی خرد بناتی ہو گی کہ آگ جہے ساتا
ہوا ایک بادل پورے شہر پر مشکط ہو گیا... عمارتیں دھڑا دھڑا جلنے لگیں...
لیکن اُس عمارت پر ذرہ بہایا بھی اثر نہ ہوا جس میں عمران مقیم تھا! جب ساری
سماں میں جعل کر خاک ہو چکیں تو عمران شور نالہ دیکھا پر قہقہے لگاتا ہوا اپنی پناہگا

اس نادل کے نام، ملاظم، گردوارہ اور کہانی
سے تعلق رکھنے والے اداروں کے
نام فرضی ہیں

پلاسٹ : سمجھی ہوئی لمبائی
درستھر : قائل کا ماحصلہ

پبلیشر ... سلطان محمد

پرنٹر ... زاید بشیر پرنسپرزر، لاہور

مطبوب صادت اسرار

زیر احتمام

کھانی دنیا پریڈن روڈ لاہور

بے کوہ میری اجازت سے پرے کردار استعمال کر رہا ہے اور میں نے اُس سکے میں مفید مشورے بھی دیتے ہیں۔

بھی اس سلسلے میں اس کے لئے میرا مفید مشورہ یعنی ہو سکتا تھا کہ وہ میرے کردار استعمال کرنے کے سچائے اپنی سلا جیتوں پر جھرو سر کرے۔ ویسے ان صاحب سے درخواست ہے کہ مجھے اس کتاب کا نام اور افمارے کا پڑکھ بھیجیں جہاں سے وہ کتاب شائع ہوتی ہے تو میں اس غلط بیانی کی وہ معلوم کر سکوں۔!

اب آئیے "سمی ہونی لاکی" کی طرف۔۔۔ بھی عجیب کہاں ہے کہ جہاں کہاں ختم ہوتی ہے وہی سے اس کی مشروعات ہوتی ہے ہے نا عجیب بات۔! میں اس پلاٹ کو ایک ہی جلد کے ختم ناول میں بھی پیش کر سکتا تھا! لیکن زیادہ تر پڑھنے والے مجھے اس سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کہاں خواہ دس جلد دوں میں پہلے لیکن ہر جلد کی تیزی ایک یا ڈیڑھ روپے سے زیادہ نہ ہونی پڑا ہے۔ ان کے خیال کے سطاقی چونکہ میں ایک "عوامی مخفف" ہوں اس لئے مجھے عوام کی جیسوں کا ذریں بھی مدنظر رکھنا چاہتے۔

پھر تکہ اس کہاں کا اختتام ہی دراصل اس کی مشروعات ہے اس لئے مناسب یعنی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد والا شمارہ خاص نمبر ہو اور کہاں تکمیل پا جاتے۔ اکو شش کی جاتے گی کہ یہ ناس نمبر بلداز جلد آپ تک پہنچ کے اثاث اللہ۔!

بعض حضرات کے لئے یہ اصلاح تکلیف دہ بھی ہو سکتی ہے کہ کہاں آگے طرددگنی! وہ مجھے پھر کچھ اسی قسم کے خلود طکھیں گے کہ میں "ہوس ز"

۳

سے برآمد ہوا اور ہزاروں میل دور کے پہاڑوں میں فروکش اس سائنس کا ملیٹوا جادبا یا جو ایک بہت بڑی شیں کے ذریعے آتشی بادل بنانا کر فضا کو سپلانی کر رہا تھا۔!

بیارٹھ و آدمی صاحب۔! خود ہی لکھ کر پڑھ لیا کرو۔۔۔ میرے پڑھنے والوں میں تن کے قدر دالوں کی کمی نہیں اس لئے مجھے محتاط رہنا پڑتا ہے! ابھی تاں ہی میرے ایک معززہ ہمدرد تے مشور دیا ہے کہ میں کبھی کبھی ایک آدھ ناول اپنے لئے بھی لکھ لیا کر دوں وہ صرف پبلک کے بے حد اصرار ہی کا شکار ہو کر نہ رہ جاؤں! میرے لئے یہ مشورہ بہت وقیع ہے۔۔۔ دیے بھی اب "ٹلسہ ہو شربا" قسم کی کہاںیاں لکھنے میں میرا بھی نہیں لگتا اور لفڑی کیچھے میں وہی لکھوں گا جو میرا جی پا ہے گا۔۔۔ پہلے بھی کسی کا مشورہ قبول کئے بغیر لکھتا رہا ہوں۔ لیکن آخر آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ میں ویسی ہی کہاںیاں لکھوں جیسی پہلے لکھ چکا ہوں۔ اب بھی جو کچھ لکھ رہا ہوں اگر اس میں نیا پن نہ ہو تو مجھے تکوںی مار دیجئے! اور اپنے ذوق کی لیکن کے لئے دوسروں کو پڑھیں۔ اب میں اکیلا تو نہیں۔ میرے بے شمار تما تحقیق بھاتی، منتظر ہام پر آگئے ہیں یہ اور بات ہے کہ وہ بھی "صفی" ہی کی چھاؤں میں پڑا ہیتے ہیں۔۔۔

ٹندو آدمی صاحب آپ جہاں بھی جائیں گے مجھے ہی پائیں گے۔۔۔ ورنہ پھر میرے اس مشورے پر عمل کیجئے کہ خود ہی لکھا اور پڑھ ڈالا۔!

خیر ختم کیجئے۔۔۔ کہاں پہک لکھتا رہوں اس کے متعدد۔!

ایک صاحب نے کسی ایسے مفسف کے بارے میں لکھا ہے، جو اپنی کہانیوں میں میرے کردار استعمال کرتا ہے اس نے اپنی کسی کتاب کے پیش لفظ میں لکھا

کھاں کار ہو گیا ہوں! حالانکہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی... . . . کسی کھانی کی طوالت کی بناء پر کت بول کی تعداد اشاعت پر تو انہوں نہیں -!

بھر جال - سنیال اپنا اپنا -!

ابن سلیمان

۲۲
۲۳
۲۴

اچھوٰ خیال

ھالے میں احمدقوں کا جوم تھا!... اور ایسچ پر ایک امریکی گلوکارِ ملکی چاڑ رہی تھی... ہر احمد کے چہرے پر کچھ ایسے ہی تمازات پلتے جاتے تھے جیسے وہ اس کی نکارانہ صدای حیتوں سے پوری طرح مختلط ہو رہا ہوا!... موسیقی کے آثار چڑھا د پر احمدقوں کے سر اس طرح جنش کرتے جیسے وہ ان کے لیئے ریٹھ میں رجی بسی ہوا!... آخوش مادر میں بھی انہوں نے دیسی لورڈ ای کی بجا تے یہی سب کچھ سُنا ہوا!...

ان احمدقوں میں وہ سب سے بڑا احمدی عجی شام تھا جس کی عقل ہمیشہ معدے ہی

میں مقیم رہنے پر مسر رہتی تھی!...

دو مردوں کو مختلط ہوت دیکھ کر وہ بھی مختلط ہونے کی کوشش کرتا لیکن خالی پیٹ کی ترا فر کی طرف نوجزیا دھی!... ! اور وہ کسی تدری او اس بھی تھا! اداس اس لئے تھا کہ

پلو میں "جمیع بھانی" کی بجا تے "گلہری خاںم" مقیم تھیں!...

آج کل وہ قاسم کو نہما باہر نہیں نکلنے دیتی تھی!... ! مقصود یہی تھا کہ کیمپنِ جمیع کا ساتھنہ ہونے پاتے!... اس کا خیال تھا کہ قاسم کا دماغ خراب کرنے میں بھپر فیضی اسی

r
f
i
@
U
R
D
U
F
A
N
S
•
C
O
M

"مجاہد ناباتی کی دوکان -؟"

"نہاں -؟" قاسم غریباً.

"اچھا گھر ٹپو میں منگوادون گی...!"

"نامیں... وہ میں بیٹھی کر کھاؤں غا -!"

"کیا -؟" بیوی اچھل پڑی!

"مرٹر کے کنارے میری اور بچیں پڑی رہتی ہیں -!"

"اور قم مرٹر کے کنارے بیٹھ کر کھاؤ گے -!"

"و تم بھی بیٹھو گئی میرے ساتھ...!"

"ہوش میں تو ہو -!"

"نہیں یہ ہوش پڑا ہوں... تم بھی خاوفی... میں بھی خاوز غا...!"

"میں بھی خاوز غا -!" بیوی نے جھاماہٹ میں ٹرنہ میٹر صارک کے نقل آتا رہی۔

"میں دیکھنا -!"

گھاٹری فراٹے بھرتی ہوئی ٹرکوں سے گندرتی رہی... پھر وہ علاقہ بھی نظر آیا جہاں کچی نان باتیوں کی دوکانیں تھیں...!

قاسم نے ایک بگر گھاٹری روک دی۔

"تو تم نہیں مانو گے -!" قاسم کی بیوی نے کپکپائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"یعنی بھوکا مر جاؤں تمہارے لئے کہنے پر -!" قاسم نے آنچیں نکالیں۔

"اچھی بات ہے!" بیوی نے طویل سانت لے کر کہا! لیکن اتنا تو بکرو کہ گھاٹری

یہاں سے کچھ آگے ٹرک کر کھڑکی کر دے -!"

"اچھا - اچھا -!" قاسم نے دوبارہ انہیں اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کہا تھے! اور یہی بات اس نے عاصم صاحب کو بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی!... اس پر

عاصم صاحب نے گرج کر اپنے فرزند ارجمند کو سکم دیا تھا کہ اب وہ تھا باہر نہ کھلا کر سے۔

قاسم نے حیرت سے آنچیں چھاڑی تھیں اور "قہا" تھا۔ ارے یہ میرے ساتھ تھاں

بندھی پھریں گی۔! میں تو ہوں بھرگھر سے باہر رہتا ہوں۔!"

بیوی تڑ سے بول تھی! تمہاری جھلانی کے لئے میں یہ سکھیف بھی گوارا کر لوں گی۔!

بھر باپ کے آگے قاسم صاحب کی کہاں چلتی!... "مگری خانم" تھوڑیں کر گلے

میں لٹک گئی تھیں... اور قاسم کا خیال تھا کہ اب وہ چوبیوں گھنٹے سلگ سلگ

کر بالآخر بھسم ہی ہو جاتے گا۔!

بعض اوقات جھلامٹ میں ایسی ہر کتنی کرتا جسے کوئی بھی باسلیقہ آدمی برداشت

نہیں کر سکتا!... لیکن بیوی شامہ اس پر تمل گئی تھی کہ ہرگز بیچانا چھوڑے گی!... وہ اس

رات بھی سوتھ رہا تھا کہ پر گرام ختم ہونے پر کھانا کسی ناباتی کی دوکان پر کھاتے گا!...

بھر دیکھو کیسے بلطفتی ہیں بیگم صاحبہ میرے ساتھ!... مرٹر کے کنارے گندی سی بیچ پر

اور کیسے کھاتی ہیں میرے ساتھ گندی سی میز پر -!

خدا خدا کر کے سارے آٹھ بجے۔ غیر ملکی موسیقی کا وہ منظاہرہ ختم ہوا... دلوں

مال سے باہر آتے اور قاسم نے گھاٹری میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بھوکھ لیکی ہے...!"

"اب تم مجھے کھا جاؤ...!" قاسم کی بیوی جسنجھلا کر بولی۔ "جب دیکھو تب

"میں تو جھیں کے پاسے اور خودی روٹی کھاؤں غا...!"

"کیا کہا...!"

"وہی جو تم نے سنا!...!" قاسم نے منہ بگاٹر کر کہا!... "بہادر شاہ روڈ

پر مجھا ناباتی کی دوکان ہے -!"

گلاظری کچھ دور تک رینگی اور پھر گر ک گئی !

" چلو آترو - ! " قاسم نے آہا - !

" میں - ! دماغ تو نہیں چل گیا - تم جادا ! میں یہیں رہوں گی - ! "

" اے الاؤ پھر میری ننگانی کیسے ہو گی ! " وہ جملے کے ٹزانہ انہماز میں بولا " اگر کسی دیکھی یا پتیلی نے مجھے آنکھ مار دی تو قیا ہو گا ! ... "

لیکن پھر وہ بیوی کے جواب پر وہیان جینے کے سچلتے درستے منظر میں مکھو گیا !
بائیں جانب ایک دوکان میں ایک درزی جو صورت سے تو شاعر نہیں معلوم ہوتا تھا
ایک دبلہ پلی خاتون کی تکڑی پیمائش کر رہا تھا ! ...
دہاں سے نظر ہٹ کر ساتھ پر ڈپ آہٹھری -

" منصود ایڈنسنز لیڈنگ نیٹیکس "

" فیبات ہے - ! " قاسم نے ٹھنڈی سالنس لی ! ...
وہ سوچ رہا تھا - الاؤ قسم یہ ہے زور دار دھندا - ! قیا مشکل ہے . . .
عیش میں سالوں کے . . . !

" اب کیا سوچ رہے ہو ! " دفعتاً بیوی چنچنا آئی - " یا تو اترو یا گھر حلپو . . . !"
" اچھا - اچھا - ! " قاسم جلدی سے سر پلا کر بولما -

انجمن چھرا شارٹ ہوا اور گلاظری تیزی سے آگے بڑھ گئی !
" تو یہ سب کچھ میری جان جلانے کے لئے تھا ! " بیوی بولی -

" اسے نہیں . . . ہی ہی ہی ہی ! وہ تو نداں تھا . . . "

" نداں بھی کر لیتے ہو ! " بیوی نے ٹھنڈی سالنس لے کر پوچھا -

" قیوں نہیں . . . قیوں نہیں وہ تو میں بہت بڑھ بڑھ اکر لیتا ہوں . . . اور ہاں دیکھو
اب میں کل سے گھر سے باہر نہیں نکلوں غا - ! "

" خیرت ... ! اچاک یہ تجھی کیوں ... ? "

" تجوہ نہیں . . . بس یونہی - اب میں تمہیں پریشان نہیں کروں گا ! تم تو بہت اچھی
ہو - ! "

" اللہ خیر کرے - کوئی نہیں سمجھی سکیا - ? "

" اسے نہیں - وہ تو . . . وہ تو . . . میں بھی سوچتا ہوں کہ اب مجھے کچھ
کرنا چاہتے ہے . . . کچھ سیکھنا چاہتے ہے ! . . . "

" یعنی گھر بی میں رہ کر . . . بیوی نے خوش ہو کر بچا ! -

" اور قیا . . . شرافت آدمی کا بچہ ہوں ! " قاسم کے لمحے میں اکٹاں عقیلی -

" بھلاکیا سیکھو گے . . . "

" تم مجھے کپڑا کھانا سکھا دو ! " قاسم ٹکھا دیا ! . . . اور بیوی بھی کے مارے
دوہری ہو گئی ! -

ہنسی ہی رہی آخر قاسم ہجنجد لگا ! -

" خدا یہ تو بتاو گہرے نہیں سمجھی کیسے . . . ? "

" شرک ہے اپنا اپنا . . . ! " قاسم نے بے حد خشک لمحے میں کہا -

" پہلے تو نہیں تھا . . . یہ اچاک کیوں . . . ? "

" اب کھاموش رہو ! " وہ غرایا . . .

گھر آ کر بھی وہ اسی کے متعلق سوچتا رہا تھا ! - جب بے چینی بہت بڑھی تو
ڈرائینگ روم میں اگر فون پر کرنل فریڈی کے نمبر دایل کئے -

دوسری طرف سے جواب ملنے پر کمیٹی نیمید سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی
دہ بھی شامہ گھر ہی پر موجود تھا . . . !
" اوہ - اچھا آپ ہیں ! " دوسری طرف سے آواز آئی " ابے دکھاتی کیوں

اندون سے دیکھ رہا تھا...!

”غاباً آپ یہ بالکل ہی پاگل ہو جاتے گا۔“ جمید بولا۔

”سکایا کہہ رہا تھا...!“

”شرکت میں درندی کی دوکان کرو۔؟“ لیڈر یزٹلز نگ شاپ اے۔ کہا ہے میں نے بیوی کو راضی کر دیا ہے وہ کل سے مجھے کپڑا کاٹنا سکھاتے گی!“

”چھر کیا جیاں ہے عمارا...!“

جمید اس کے لمحے کی سنجیدگی پر چبک پڑا۔ آنکھیں چھاڑ کر تپھے سے اور چبک جائزہ یعنی کے بعد کچھ کھنے ہی دالا تھا کہ فریدی ہاتھا کر بولا!“ اُسے الفاظ ہی کہنا چاہئے کہ قاسم نے عجیب تمہارے لئے وہی سوچا جو میں سوچ رہا تھا!“

”اوہ تو کیا آپ کی شرکت میں دوکان رکھنی پڑے گی!“ جمید نے بوجھلاتے ہوئے لمحے میں پوچھا۔

”نہیں تنہا ادیے تاسم کو جیسی شرکیہ کرنا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا! اس طرح تمہارا بھی جیسی بہتراء ہے گا۔“

جمید نے سوچا آج ٹبے اچھے موڑ میں نظر آ رہے ہیں حضرت! کیا قصہ ہے...؟ وہ لاپرواٹی سے شالوں کو جذبیش دے کر دروازے کی طرف ٹراہی تھا کہ فریدی بولا!“ ٹھہر وہ اُنم سے کچھ ضروری باتیں کر رہی ہیں!“

جمید نے اس کی طرف ٹرکر طولی سائنس لی اور ہونٹ پھینپھ لئے!“

”دوکان دیل فرشٹہ ہے... چار عدد پاؤں مشینیں ہیں! اور بھی جو لوازمات ہوتے ہیں سب ہی موجود ہیں گے!“

جمید نے ایک بار چھڑاٹ آنکھیں چھاڑ کر دیکھا! فریدی کے ہونٹوں پر خفیف سی لیڈر لیڈر رکھ کر نہتا ہوا ٹرا۔ دروازے میں فریدی کھڑا اُسے عجیب مسکراہٹ نظر آتی لیکن اس سے بھی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُس وقت سنجیدہ نہیں ہے!“

”نہیں دیتے آج کل...!“

”ٹبڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں جیسے بھائی۔!“

”کوئی نئی محنت...!“

”ہاتے! اب ایسا کہاں ہے مکدر۔!“

”چھر کیا مصیبت ہے...!“

”وہی تمہاری آپا جان... نہیں صرف آپا۔ آپا...!“

”جان نہیں...؟“ دوسری طرف سے سوال کیا گیا...!“

”قاسم کا پھر وہ بچلا گیا اور اس نے حلتوں کے بل کہا۔ یہ نہیں۔!“

”نیپر سلپو۔ اس وقت بو رکنے کا مقصد!...!“

”ایک نئی ترقیب۔!“

”کاہے کی ترکیب...!“

”اہم تم دنوں مل کر درندی کی دوکان قریبیں۔!“ قاسم نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کرنے کی آواز سنی۔...!

”بند قریبا سالے نے!“ وہ پر تشویش لمحے میں ٹبڑا یا اور چکلا ہونٹ دانتوں میں دبکر چھپنے پر دایمل کرنے لگا!“

”ابے پاگل تو نہیں ہو گیا!“ دوسری طرف سے جمید دہاڑا۔...

”آئے تو کھفا ہونے کی کیا بات ہے!“ قاسم نے گھنگھا کر کہا! ”پوری بات تو سن لو۔ تو نی فن میں گھس کر تم پر چھپو تو نہیں بیٹھوں گا!...!“

M Scanned & PDF Copy by RFI For Sharing Purpose Only by RFI

پھا!... یعنی کل ہی مجھے انٹر دیولینا ہے... دو دن پہلے ہی تباہ دیا ہوتا۔ کل تو اور ہے
اگر میرے کچھ ایسی بھجو منش ہوتے تو... !
”کوئی انگنجائی نہیں ہے! میں جانتا ہوں... !“
”آپ یقین کے ساتھ کیسے کہ سکتے ہیں؟“
”مجھے علم ہے۔ تمہارے بارے میں کیا نہیں جانتا... .“
”میں کل دن بھر شہر سے باہر رہوں گا۔“
”اس کا فیصلہ تم نے ابھی اور اسی وقت کیا ہے۔ پہلے بے کوئی پروگرام نہیں تھا۔“
”کچھ بھی سی!... میں تو... !“
”کل تو اور ہی سی! لیکن تم ڈیلوٹی پر ہو!... !“
”اے خدا تعالیٰ!...“ حمید چھپت کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اب ان کی بھی
ڈیلوٹی کہیں لگوا ہی دے۔ کچھ توں تک کے ہمراہ کل کئے ہیں تو نہیں۔ مگر ان
کی با۔ کیوں ویراتنی کری!...“
”کل ٹھیک گیا رہ بچے... مارٹن روڈ... شاپ تبر گیا رہ... !“ فردی
در دارے کی طرف مٹرتا ہوا بولا۔

وہ جا چکا تھا اور حمید سر تھامے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آیا اسی شکل و صورت میں
اُسے یہاً معقول ڈیلوٹی انجام دینی پڑے گی!۔
کتنی ماہ سے کوئی خاص کام حصے میں نہیں آیا تھا!۔ اُس نے سوچا شاملاً اب
اس کی کسر نکلنے والی ہے... .

لیکن یہ درستی خانے کی کیوں سوچ جی!۔ اس کی دلانت میں تو اس دوران
میں ہے کوئی ایسا کیس آیا ہی نہیں تھا جس کے لئے اس قسم کے کھڑاگ کرنے پڑتے۔
وہ دہان سے اٹھ کر لا تبریزی میں آیا۔ آج کے کتنی اخبار میز پر پڑے ہوتے تھے!

”یعنی۔ یعنی۔ کہ آپ... !“

”ہاں۔ غریز القدر... میں سمجھیوں ہوں!...“

”اور اس گھٹیا کام کی نجاتی میرے پرورد ہو گی!...“

”تم سے زیادہ قابلِ اعتماد آدمی کوئی دوسرا نظر نہیں آتا!“ فردی پھر سکرا یا!

”عزت افزاتی کاشکریہ!“ علیہ صلن کے بل کر ابا تھا... .

”کیوں یہ۔ کیا بات ہے! کیا تم کچھ بیمار ہو۔ میں تو مجھا تھا کہ تمہارے نہاد کی

چیز ہے!... !“

”یعنی میں خواتین کا ٹیکلہ ماستر بن بھیوں گا!“

فریدی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو اباقی جنبش دی!

”اوہ! میرے نہاد کی چیز ہے... !“ حمید نے جھلاتے ہوئے لمحے میں پوچھا!

”فاسد ٹھیک ہم سخیم ہے... لیکن عقل نہیں رکھتا! تم محض قر ہو لیکن عقلمندی کے ساتھ

... اس کے علاوہ اور کیافر ہے تم دنوں میں... !“

مشکریہ!“ حمید نے خشک لمحے میں کہا چند لمحے تھاموں شرہا اور پھر بوجھا

اور کچھ۔ !“

”کل تمہیں کار بیگر دل کا انٹر دیولینا ہے! وہیں دوکان چر... کارخانہ حال ہی میں
قامہ ہوا ہے... چار آدمی تو مشینیں پر کام کرنے کے لئے ہوں گے! دو آدمی کہنگ

کے لئے دوبازار دیکھنے والے... اور تم منجر... سرف نزاں طبوسات کا کارخانہ... .

آج کے سارے بڑے اخبارات میں اشتہار آتے ہیں!“

”میں نہیں سمجھ سکتا!“

”کیا نہیں سمجھ سکتے... !“

”اگر یہ اسکیم کسی قسم کی تفییش سے متعلق رکھتی ہے تو اچانک آج ہی یہ بھی پر کیوں

"ضورت ہے ۔۔۔ کے کالمون پر نظر وڑانی شروع کی اور بالآخر مل ہی گیا! امانت
کہہ رہا تھا کہ کئی دن سے شائع ہوتا رہے!

ٹپٹاپ لیدز ٹیڈر س کو کچھ کاریگروں اور ٹکڑے کی نزدیکی اپرے وہی تھا جو کچھ دیر
قبل فریبی نے بتایا تھا! شاپ نیبر گیارہ، مارسٹن روڈ!

"بھنگی بھی بنتا پڑے گا کسی روز۔!" "حمدید ٹپٹاپ آتا ہوا لا تبریزی نے سکل آیا۔
بہر حال یہ رات تو میری ہے۔ اس نے سوچا! اور... قاسم... کیوں نہ اُستے
بھی اسی راہ پر لگایا چاہتے۔ وقت اچھا گزرے گا!

پچھو دیر بعد اس نے قاسم کے ذون کے نبرڈ آیل کئے... دوسری طرف سے اُس
کی آمانت سن لینے کے بعد اس نے کہا: "اب تمہیں اپنی بھی دوکان کھولنے کی ضرورت نہیں۔
اخبارات کے دانت دالے کالم پیں دیکھو۔ مارسٹن روڈ کی شاپ نیبر گیارہ میں ٹپٹاپ

ٹکڑے ہیں! انہیں کاریگروں کی ضرورت ہے سکل گیارہ بیچ وہ اڑاویں گے عرصتی لے کر صلیبی!

"مغز... مغز... ابھی تو مجھے تپھ بھی نہیں آتا... معینی کہ پڑرا کا مساد فیرہ...!"
"رہے نہ رے گھاٹر ہی... ابے ساری رات پڑی ہے... بیوی سے سیکھ لے...
نالحال جبکہ اور شکوار کافی ہوں گے۔"

"اچھا... اچھا... مغز... میں نو قری قروں فاقیے... مطلب یہ کہ
ابا جان...!"

"جس بدل دیا جائے گا... لب کھلی صحیح ہی صحیح کسی طرح نکل جاؤ گو۔!
محمد نے کہا اور سلسہ منقطع کر دیا۔

.....

"یہ کہتی ہوں تمہیں آخر ہو کیا گیا ہے؟" قاسم کی بیوی چنچنائی!

"یہ شکوار کا طبا اور سکھا دو۔!"

"میں بھر رہے ہیں۔۔۔ گھر طری کی طرف بھی دیکھو۔۔۔!"

"بے... بس... جلدی سے سیکھ لوں گا۔۔۔ ٹانیکھی ہی ٹانیکھ تو ہوتی
ہے اس میں...!"

"یہ کہتی ہوں تمہیں یہ سوچھی کیسے۔۔۔؟"

"پھر وقت کیسے کٹے غاسلا۔!"

"تو یہ وقت کا ٹنے کے لئے رت جگا ہو رہے ہیں۔"

"غما... غما...!"

"ایسی کی تیسی... میں تو سونے جا رہی ہوں!۔۔۔"

"کس کی ایسی کی تیسی... میری۔۔۔؟" قاسم نے غرا بھر لپوچھا!

"سب کی ایسی کی تیسی...!" قاسم کی بیوی نے نیند کی جھونک میں کہا!

بوکلا گیا۔ قاسم ہی کی طرح اُس کے خرائٹے بھی عجیب تھے۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا!
جیسے دو کتے ایک دوسرے پر جھپٹ پڑنے سے پہلے غرار ہے ہوں۔
ٹیکسی باہر ہی اس لئے روکتی پڑی تھی کہ چاہک بند تھا!

”صاحب۔ صاحب...!“ اس نے نام کو آواز دی۔ لیکن قاسم کو ہوش
کیوں دھاڑیں مار رہے ہو...!“ وہ غصیل آواز میں بولی۔
کہاں۔ پوری رات جا گئے رہنے کے بعد سویا تھا...! اینہے بھی یہ ہوشی ہی کی طرح
ہوئی تھی۔ لہذا وہ غل غناٹے کو کب خاطر میں لاتی۔ ڈرایور نے سکتی بارہ آوازیں
دیں۔ لیکن صرف خرائٹے منتار ہا۔ آخر اس نے ہاتھ بڑھا کر اُسے چھپھوڑنا شروع
کیا۔

ایک بار خرائٹے رک گئے۔ قاسم نے چلاتے ہوئے ”غاوں غاوں...!
کل اور پھر خرائٹے شروع کر دیتے۔!

”کیا مسیبت ہے؟“ ڈرایور بے بسی سے بڑھا یا۔ اور پھر اسے چھپھوڑنے لگا!
لیکن پھر کب بیک آنکھیں چمک اٹھیں!...
”وہ مارا... قام بن گیا!“ وہ دیدے چمکا چمکا کر بڑھا تارہ۔ ”اتھی
شروع ہو جاتی۔ ہاتھ پر اس طرح ہلتے جیسے کوئی شدید بچکسی بات پر چھیل کر میل
ہا ہو...!

جب ٹیکسی ڈرایور کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو اُس نے زور زور سے ہازرا بجانا شروع
کر دیا۔ لیکن قاسم کی نیند نہ ٹوٹی۔ فریدی ایک پر چیل قدمی کر رہا تھا۔
ہارن کی مسلسل آوازیں من کر چاہک سکتے قریب آیا۔
اب کسی قدر اُجالا چھیل گیا تھا!

ڈرایور نے فریدی سے کہا۔ ”صاحب یہ ہمار آتے تھے اب سو گئے ہیں
تو اٹھتے ہی نہیں کسی طرح!...
”ہمار آتے تھے...!“

”یعنی اب اجان تی بھی...!“
”ہاں۔!“ نیم غنوہ ذہن کا جواب تھا!

قاسم نے اتنے زور سے قہقہہ لگایا کہ وہ پوری طرح ہوش میں آگئی۔
”کیوں دھاڑیں مار رہے ہو...!“ وہ غصیل آواز میں بولی۔
”ایا جان... طھا طھا... ہی ہی ہی...!“

”کہاں سے کھڑے ہو؟“ وہ بوکلا کر چاروں طرف دیکھنے لگی!...
قاسم ہستا ہی۔ ہا۔!... اور وہ جیلا کر کمرے سے چلی گئی۔

”یہ تو کچھے والی بات ہے!“ قاسم اپنی ہنسی روک کر بڑھا یا۔
پھر اُس نے اُس کے کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنی اور اُس کے چہرے
پرمایوسی کے بادل چھا گئے!

لیکن پھر کب بیک آنکھیں چمک اٹھیں!...
”وہ مارا... قام بن گیا!“ وہ دیدے چمکا چمکا کر بڑھا تارہ۔ ”اتھی
غما... پتہ بھی نہ چلے گا چھاتی بیغم تو!“

اور یہی ہوا بھی۔ وہ اپنے چمکیاں لے کر جا گتا رہا۔ سارے ٹھیک بچے چپ
چاپ کو ٹھیک سنتے سکلا اور کچھ دو رپیدل چلنے کے بعد ایک ٹیکسی پکڑ لی۔ پھر یہ اور بات ہے
کہ ڈرایور کو فریدی کو ٹھیک کا پتہ بتا کر بچپلی سیٹ پر خرائٹے لینے لگا ہو۔ اب ذہن
پر قالوہ ہی نہیں رہ گیا تھا!

ٹیکسی کا لنج راستے پھر اتنا زیادہ شور مچاتا آیا تھا کہ قاسم کے خرائٹے ڈرایور
کے ہاتھوں میں نہیں ٹپے سے تھے۔

لہذا فریدی کی کوئی تھی کے قریب پہنچ کر جب اس نے ٹیکسی روک تو پوری طرح

"سیست میں پر گیا ہوں۔!"

"کسی صیانت۔!"

"بُرے بُرے خراب دکھاتی دیتے ہیں ارات بھرننید نہیں آتی۔!"

"خوب۔ تباویں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔۔۔!"

"آپ۔ میرے لئے۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ تیا بتا دل قچ سمجھ میں نہیں آتا!"

"بھر جال آتے تو کسی مقصد جی کے تحت ہو گے!"

"جی نہا۔۔۔ وہ حمیہ بجا تی۔!"

"اوہ تو ان خوابوں کا تعلق اُسی سے ہے!"

"جی نہا۔۔۔ غاپ۔۔۔ نہ نہیں۔!"

"وہ ابھی سور ہا ہے۔۔۔!"

"میں انجام کروں غا۔۔۔!"

"کیا اُس نے تمہیں بُلایا تھا؟"

"جی ہا۔۔۔ جی ہا۔!"

"اکیوں۔۔۔ ہجے"

"پتہ نہیں۔۔۔ جی ہا۔۔۔ بب بالکل پتہ نہیں!"

"تو اتنے گھرائے ہوئے کیوں ہوا۔۔۔"

"تھ۔۔۔ قید خانے سے نقل بھا غا ہوں!" قاسم نے جلدی سے کہا۔۔۔

"بھول کر زیر لب بڑا یا۔" امرے باپ رے یہ کیا کہہ دیا۔"

"ہوں۔۔۔!"

"جی قچ نہیں۔۔۔!"

"کس قید خانے سے نکل بھا گے ہو۔۔۔!"

"جی ہا۔۔۔ یہیں کا پتہ بتایا تھا۔۔۔"

فریدی پھاٹک کھوں کہ باہر آیا۔ قاسم پر نظر پڑتے ہی طویل سانس لے کر بولا۔"اندر لے چلو گاڑی!"

حید شامدا بھی تک سو ہی رہا تھا!۔۔۔ گاڑی کیا قند سے گزر کر پورچھ میں آؤ گی!۔۔۔

فریدی نے تھپل سیٹ کا دروازہ کھوں کر پہنچنے کے لئے تو قاسم کو جینبھوڑ بھرا ٹھانے کی کوشش کی پھر پایس کان کے نیچے انگوٹھے سے ریاڑ دالا۔۔۔

"اسے باپ رے" یہ کہا۔۔۔ یہ کہا ہو بلیخا!۔۔۔ اور پھر عجیب طرح کی آدازی اس کے صلقوں سے نکلنے لیکن! جن میں خوفزدگی اور بوكھلاہٹ دونوں ہی شامل تھیں۔

فریدی نے اس کی پیشانی پڑھی دی اور وہ پوری طرح ہوش میں آگیا!

"جج۔۔۔ جی۔۔۔ غوپ۔۔۔ ہی ہی ہی ہی۔۔۔"

"کیا بات ہے۔۔۔ ہجے"

"میں سونگیا تھا شامدا۔۔۔"

"تو اب یہ سچے تو اتر آؤ۔۔۔!"

"جج۔۔۔ جی ہا۔۔۔ نہا۔۔۔!"

قاسم نے ٹیکھی سے اٹکر کر کایا ادا کیا!۔۔۔

ذہن اپ پوری طرح جاگ اٹھا تھا اور قاسم کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس دلت آنے اور اس طرح ٹیکھی میں سور ہنے کی وجہ کیا بتائے گا۔۔۔!

"سب خیریت ہے۔۔۔!" فریدی نے زم لجھ میں کہا!

"اجی کیھریت دیرمیت کماں!" قاسم نے مخوم لجھ میں جواب دیا "برڑی

"مجھے بہت زد رہے نیند لگ رہے... یاد نہیں کہ ابھی میں نے کیا کہا تھا!"

"کیا تمہارے ڈراؤن نے خوابوں کی تعمیر پیری ہی بتا سکے گا؟"

"بھی... بھی ہاں..."

"اویسیہ کس تید خانے کا تند کرہ تھا!..."

"پتہ نہیں...!" فاسرہ حسک نگھل کر بولا! مجھے یاد نہیں! -"

"میرا خیال ہے آج شامِ اُس سے تمہاری عنانات تھے ہو سکے اور بہت مشغول ہے گا!"

"تو پھر بُلا یا قوس نہیں؟" تاسیم جھنجلا گیا!

"ہوں... اچھا...!" فریبی کچھ سوچتا ہوا بولا! "بھتر بھی ہے کہ تم یہی کچھ دیر سولو..."

"الا قسم۔ میرا بھی یہی بھی چاہتا ہے!"

"تو آذیز سے ساختہ!" ذریعی نے دروازے کی طرف مٹرتے ہوئے کہا!

عفان کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا!۔ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا!۔

ٹرک کے اُس پار درمیک بکھرے ہوئے سر بر زرنست کھر کی ہلکی سی چادر میں پلٹے ہونے تھے... ٹرک سنان پڑی تھی!... اور یہ جھوٹی یہی عمارت جس کی ایک کھڑکی سے عفان باہر دیکھ رہا تھا اس ویرانے میں بڑی عجیب سی لگ رہی تھی۔ دُور تک آبادی کا نام دشان بک نہیں تھا۔

یہ عمارت دوسری جنگ عظیم کے دوران میں بنائی گئی تھی!۔ اس ٹرک سے

بھی کاڑیوں کے تانٹے گز کر اندر دن بلکہ میں جاتے تھے اور ہر پچھاں میں پر ایسی ایک

عمارت ضرور ملتی تھی...!

بعدیں ان میں سے کچھ تو نہدم ہو گئی تھیں اور کچھ بھکتہ جنگلات کے کام آفی تھیں لیکن یہ عمارت عزفان نے بڑی کوششوں کے بعد خرید لی تھی!۔ وہ ایک سمرشل آرٹ ٹھکا!.. جب شہر کے ہنگاموں سے آتا جاتا تو اصر ہی کا قیچ کردا!۔ شہر میں اس کا اچھا نامہ کا روایار تھا!۔ تجارتی حلقوں میں اس کا نام بہت مقبول تھا!۔ چنگل کے دوران یہاں میں وہ خالص آرٹ کے نکتہ نظر سے پنیگ بھی کیا کرتا تھا!۔ اور پنیگ یا تو اس کے ڈرائیگردم کی زینت نہیں یا شخصی دوستوں تھا!۔ اور پنیگ یا تو اس کے ڈرائیگردم کی زینت نہیں کرتا تھا!۔ اس کا مقولہ تھا کہ ٹھکلقات میں تھیں!۔ وہ انہیں فروخت نہیں کرتا تھا!۔ اس کا مقولہ تھا کہ ٹھکلقات جو کسی خبداتی لگاؤ کا ہتھ ہوں ترازو میں نہیں مل سکتیں!۔ ان کی اصل فیصلت - قویں میں ہوتا ہے!

ان دونوں بھی وہ تجارتی کاموں سے تھک کر یہاں اس دیرانے میں آپر اتھا! اور کینواس پر ایک اچھوتے خیال کرنگوں میں مقید کرنے کی کوشش چاری تھی!۔ وہ ایک خوش شکل اور خوش لباس آدمی تھا! عمر پنیگ اور پالیس کے تریان رہی ہوگی... چند اصولوں کے تحت زندگی بس کرنے کا قابل تھا!۔ اپنے دوسرے ہم پیشہ لوگوں کی طرح لا ابالی میں کاشکار نہیں تھا!۔

تجارتی کاموں سے اتنا کام لیتا تھا کہ اس کے متعلقیں اطمینان اور آسائش کی زندگی بس کرتے تھے!

شہر سے یہاں تک وہ اپنی جھوٹی سی اسٹیشن ویگن میں آتا تھا اور جتنے دن تمام کرنے کا ارادہ ہوتا اسی کی منابع سے نیرویات زندگی بھی اس کے ساختہ ہوتیں روز رو کے کام بھی خود جی انجام دیتا تھا!۔ اگر اس کے لئے کسی مددگار کو بھی ساختہ لانا

بُخشن دیکھی و بھی معمول کے مقابلیں پیل رہی تھیں !۔

بانا خروہ اُسے کمرے میں اٹھا لایا !... سکرے میں ابھی تک کپڑوں میں لیپ روشن

تھا !۔

اب وہ اس کے خردخال و اضخم طور پر دیکھ سکا !۔

رنگت سے یوریشین معدوم ہوتی تھی !۔ بال سُرخی مائی جوڑے تھے با جسم

متناوب ایشور زیادہ سے زیادہ چوریں یا پچیس سال رہی ہو گی !۔

جسم پر اسکرٹ اور بلا قند تھے !۔ پیروں میں اسٹائلنگ ضرور تھے لیکن جو تو ندارد ...

عرفان کی سمجھیں نہیں آرہا تھا کہ اُسے ہوش میں کس طرح لائے ا۔ پتہ نہیں کہاں چوڑ آئی ہو ... ہڈیوں کو گزند پہنچنے کا اختیار تھا ... دیوار کافی بلند تھی !... .

کچھ دیر بعد وہ کہما تھی ا۔ زبانی بھی ہل تھی ... اور آواز نے ایک بامعنی فقط کی تحریر رکھتی ...

”زنجیر۔ زنجیر ... !“

اور پھر سکوت طاری ہو گیا تھا !۔ آنکھوں کے پوٹے متتحرک تھے ا۔ لیکن وہ کہیں

نہیں تھیں ا۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ گھری فیندیں پڑا کہ پھر غاروں شی

ذوق کرنی ہو ...

عرفان دم بخود گھر طارہ !۔

وہ صورت سے یوریشین لگ رہی تھی ا۔ لیکن لفظ ”زنجیر“ کی تحریر اردو ہی میں ہوئی

تھی ا۔ لبھ جی دیسیوں ہی جیسا تھا !۔

عرفان نے جھک کر دیکھا ا۔ سانس کی زمانہ نامہں تھی ...

”ہیو ش ہو گئی ...“ وہ آہت سے بڑا بڑا !۔

تو تمہاری کیسے برقرار رہتی۔ تمہاری ... جو اس کے منفرد تخلیقی کارناموں کی ماں تھی !۔

تمہاری ... جو اس کی تفریج عجی تھی اور آرام جان بھی !... .

حسب معمول وہ آج بھی طلوع آفتاب سے پہلے ہی پیدا ہوا تھا اور ضروریات

سے فارغ ہو کر اب اسٹوڈ پر چاٹے کے لئے پانی رکھنے جا رہا تھا !... .

دفعتاً اُسے مدرس ہوا جیسے کچھ سکے صحن میں کوئی فرنی پیزیر کافی بلندی سے گردی ہوا

... وہ چون کلاہی تھا کہ اب پہلی آواز سے مشاہد کسی قدر ہیکی آواز سنائی دی !۔

وہ تیری سے صحن میں آیا ... اور اس کے ہونٹ سیڑی بجائے کے سے انداز میں سکڑ کر رہ گئے ... آنکھیں سیرت سے چیل گئیں ...

وسط صحن میں چھپڑے کا ایک چھوٹا سا سوت کیس پر انظر آیا۔ اس سے تھوڑے

ہی فاصلے پر کاسنی رنگ کا ایک لیٹیز کوٹ بھی پڑا تھا

اس کی نظر سامنے والی دیوار — کی طرف اٹھ گئی جس کے عقبے سے ایک انسان

عرفان کے ہونٹ کھل گئے آواز نہ مکمل ... یہ کوئی عورت تھی ادھر کے

میں چھپڑے صاف نظر نہیں آ رہا تھا !۔ پتہ نہیں اس نے بھی عرفان کو دیکھ لیا تھا یا نہیں ...

پھر دیوار کے اوپر پہنچ کر اس نے صحن میں چھلانگ لگادی

دیوار کم از کم تیرہ قٹ ضرور اونچی رہی ہو گی !... .

وہ اس طرح صحن میں آگری تھی کہ خود سے اٹھنا محلل ہی معلوم ہو رہا تھا !... .

عرفان اس کی طرف بھیٹا !... .

لیکن قریب پہنچنے پہنچنے چھلانگ لگاتے والی کا جسم ساکت ہو چکا تھا ا۔

عرفان نے جھک کر دیکھا ا۔ سانس کی زمانہ نامہں تھی

”ہیو ش ہو گئی ...“ وہ آہت سے بڑا بڑا !۔

کچھ دیر بعد دہ اُس حضوری سی کو ٹھری میں بند ک جا رہی تھی جس کا سرف ہی آج
تک عرفان کی تمحیہ میں نہیں آیا تھا! -
کنٹھی چڑھا کر عرفان نے اُس میں قفل لگادیا! -
اس کی حرمت ابھی تک برقرار تھی! -

اس سنان جنگل میں اُس طریکہ کا کیا کام - یورشیں معلوم ہوتی تھی لیکن
اوہ کسی اہل زبان کی طرح بولتی تھی! - اُسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس پوری گفتگو کے
دروان میں انگریزی کا ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہیں نکلا تھا اور پھر بے ہوشی
کے ٹھہر میں بھی اردو ہی کے الفاظ زبان سے ادا ہونے کا مطلب یہی تھا کہ وہ بیداری کی
حالت میں سر سے انگریزی بولتی جی نہیں ا۔ درست اپنے یہاں کے دونوں نسل والے
سفید فاموں کی ثانوی زبان تو اردو نہ سمجھ سکتیں روتا تھا نہ کہی میں وہ انگریزی ہی بولتے ہیں.
ابھی وہ اسی الحسن میں تھا کہ کوئی باہر سے دروازہ پیٹنے لگا!
”یہاں کون ہے - دروازہ کھولو - !“ ایک گونجیلی اور بخاری آواز بھی آئی -

عرفان کی رگوں میں خون کی روائی تیز ہو گئی! -
”کون ہے - ?“ خود اُس نے اوپری آواز میں پوچھا!
”ہے - دروازہ کھولو - !“ وہی آواز پھر آتی -
عرفان کمرے سے گذر کر بعد دروازے تک آیا! - اور کاپنے ہوئے اتحاد
کنٹھی کھول دی -
کوئی دروازے کو دھکا دیتا ہوا اندر گھس آیا! اگر عرفان اچھل کر چھپنے ہٹ گیا
ہوتا تو پیشانی یقیناً رخی ہو جاتی - !
”یہ کیا غوست ہے - !“ اُس نے غصیل آواز میں کہا!

”بیں... گ - کہاں ہوں!...“
”آپ... آپ - !“ عرفان کی سمجھی میں نہ آیا کہ اُس سے کیا بتاتے! -
”اوہ - خدا کے لئے مجھے بچا ہیے!“ وہ کہتی ہوئی اچھل کر پنگ سے اُتر آئی!
”مجھے کہیں چھپا ہیے - وہ بھیریا یہاں ضرور آئے گا! -“
”کون... چھپا ہے“

”مجھے جھپا ہیے... میں پھر بتاؤں گی!“ یہ جگہ اُس کی نظر سے پوشیدہ نرہ کے
گی! -
”تم - میں کہاں چھپاوں - ?“
”میرا ہینہ بیگ... میرے جرتے... ببر کوٹ!...“
”وہ سب وہی صحن میں پڑے ہوئے ہیں - !“ عرفان نے کہا.
”انہیں بھی چھپا ہیے - مجھے بھی چھپا ہیے - جلدی سے کچھ کچھے اور نہ آپ کو
بعد میں انھوں ہو گا! - وہ مجھے مارڈو لے گا! -“
”کون... چھپا ہے“

”خدا کے لئے ونت نہ ناتع کیجئے! - رحم کیجئے! - میرے حال پر! -“
”یہاں... بھی دوکرے ہیں... اور ایک کو ٹھری - !“
”مجھے اس میں تقفل کر دیجئے... جلدی کیجئے! - صحن کدھر ہے... امیری
چیزوں کو بھی اس کی نظر میں نہ آنا چاہیے... !“

عرفان اُسے صحن میں لاایا اور وہ مضطربانہ انداز میں اپنی چیزیں سٹینٹن لگی کوٹ
اٹھاتے ہی اس میں پہنچتے ہوئے بغیر ایک ٹیوں والے پاٹ جوتے نکل کر فرش پر آہے!
وہ انہیں اٹھانے کے لئے پھر جھکی! -
”عذر ہتے! میں اٹھانے لیتا ہوں - !“ عرفان بولا - !

”اوہ۔ تو تم آرٹٹ ہو!...“
عفان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو اشہاتی جنگش دی!۔
”میرا مطلب تھا کہ یہاں اچانک... کوئی لڑکی تو نہیں آتی!“
”یہاں اچانک!“ عفان نے بجھے میں تحریر پیدا کر کے کہا اور اس جنگل میں...
”یہاں... یہاں! کیا تم نہیں جانتے کہ یہاں سے پانچ میل کے فاصلے پر
ایک روپے لائن بھی گذرتی ہے...!“
”میں نہیں جانتا!“ عفان بولا۔
وہ دراصل... بہت بڑی مالیت کے زیورات چڑھا کر عجاگی ہے!۔ بذریعہ روپے
ٹرین ادھر ہی آئی تھی۔ ایک دیہاتی اسٹیشن پر اترنے کی خبر مل تھی! خیال ہے کہ
اُس نے انہیں جنگلوں میں پناہ لی ہے...!
”اوہ... آیتے... بیٹھتے...!“ عفان نے گرتے میں داخل ہو کر کسیوں
کی طرف اشارہ کر کے کہا! مجھے انہوں نے ہے!... اگر آپ پہلے ہی تباہیتے تو...
”کوئی بات نہیں ہے!... اس لڑکی کی درجے سے ہمیں بہت پریشانیاں ٹھانی
پڑی ہیں... اس لئے...!“
”ٹھیک ہے... ٹھیک ہے...!“ عفان سر پلا کر بولا۔ گھر بیوی ملازمائیں
بڑھی پریشانیوں کا باعث بن جاتی ہیں...!
”آپ غلط سمجھے ہیں! وہ کوئی گھر بیوی ملازم نہیں!... ایک خوش شکل اور
جو ان سال پریشان ہے...“

”نہیں!“ اس بارہ عفان نے بہت زیادہ حیرت ظاہر کی!۔
”دراصل ہماری فرم زیورات کی تجارت کرتی ہے!۔ لڑکی ہمارے شو روم
میں سیزگری تھی!۔ اور جواہرات کا کاؤنٹر اس کے پیسے تھا! لاکھوں کی مالیت کے

”یہاں کوئی لڑکی آتی ہے...!“ آنے والے نے غرما کو پوچھا!۔
”لیکن لڑکی!۔ تم کون ہو اور اس طرح...!“
”خاموش رہو! صرف میری بات کا جواب دو!“ آنے والے نے کہا!
عفان نے اُسے بچھے سے اوپر تک دیکھا! اخا سے تن دتوش کا آدمی تھا! جبڑے
بخاری تھے اور پیشانی کی دریڈیں ابھری ہوئی تھیں!...
”کیا میں تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ تم اس طرح یہاں کیوں گھس آتے!...“
عفان نے اپنے بجھے میں سختی پیدا کر کے کہا! وہ خالق نہیں تھا!۔
”میں پوچھ رہا ہوں یہاں کوئی لڑکی آتی ہے...!“
”نہیں! یہاں میں تنہار ہتا ہوں...!“
”میں خود دیکھا چاہتا ہوں!...“ وہ آگے بڑھتا ہوا بولا.
”ٹھہر دے!“ وہ آگے بڑھ کر کمرے کے مدد ازے کے درمیان حائل ہوتا ہوا
بولا! میں جنگل میں مقیم ضرور ہوں لیکن جنگل کے قانون کے آگے منہیں جھکتا سکتا!۔
”اوہ!“ اجنبی ایک قدم پیچے ہٹ کر اُسے گھورنے لگا!۔
پہلے تو اس کے چہرے پر کھنگی نظر آتی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ کر کھنگی ایک لمبی
سی مسکراہٹ میں تیزیل ہو گئی۔ دہانہ آدمی کے گاڑوں تک پھیل گیا تھا اور دانت
نظر آنے لگتے تھے! عفان نیچلے ذکر پایا کہ یہ مسکراہٹ تھی یا کسی کٹھنے کے نے
دانت لکھلے تھے!
”یہ اطمینان کرنا چاہتا ہوں!“ اس بارہ اجنبی نے کسی قدر زرم بجھ میں کہا!
”نیتیہے جناب!“ عفان با تھاٹھا کر بولا! ”میں شرستے یہاں ہمیشہ تنہا آتا ہوں!
اور اس قسم کا آرٹٹ نہیں ہوں جیسے عام طور پر ہوتے ہیں۔ مجھے لڑکیوں سے کوئی
دچکپی نہیں!...“

”اوہ۔ یہ بات ہے...!“ عرفان اٹھا ہوا بولا!...“

”میٹھا جاؤ۔!“ اجنبی غرایا!
کچو دیر خاموشی پھر اس نے کہا! اس دیرانے میں اس عمارت کے علاوہ
اور کوئی الیسی بگا۔ نظر نہیں آتی بہاں وہ بناء لے سکے! ہو سکتا ہے بھوک اور
پیاس اُسے ادصر آنے پر مجبور کریں!...“

.....

کے جاہرات لے اڑی ہے!...“

”اوہ۔!“ عرفان سوچ میں ٹپ گیا کہ اُسے کیا کرنا چاہتے!...“

کچو دیر خاموشی پھر اس نے کہا! اس دیرانے میں اس عمارت کے علاوہ
اور کوئی الیسی بگا۔ نظر نہیں آتی بہاں وہ بناء لے سکے! ہو سکتا ہے بھوک اور
پیاس اُسے ادصر آنے پر مجبور کریں!...“

”مکن ہے... ممکن ہے...!“ عرفان نے منظر بانہ انداز میں بولا -

”تو پھر مجھے یہیں ٹھہرنا چاہتے! اور اس طرح کہ اُسے علم نہ ہونے پاتے...“
اور یہ عمارت اس کے لئے چوہے دان بن جاتے...!“

”جی... اسی... کیا مطلب -!“

”ایک چور کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے میرے ہاتھ بٹاتے!“
”بیع... یعنی... بک آپ یہاں قیام کریں گے -!“

”ہاں... کیا حرج ہے! میں آپ کے مشاہل میں صارع نہیں ہوں گا!
ویسے مجھے بھی مصوری سے لگاؤ ہے!...“

”ٹھیک ہے! لیکن کیا اُسے کچھا اور آدمی بھی تلاش کر رہے ہیں!...“
”نہیں سرت میں ہی!...“

”تب تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ادصر ہی کاٹھ کرے مکن ہے کسی اور طرف
نکل جائے اگر دو چار اور بھی اس جنگل کی نگرانی کر رہے ہوتے تب تو آپ کا یہاں
قیام کرنا یقیناً مفید ثابت ہوتا!...“

”مجھے سمجھتے نہ کر دیجئے!... میں چاہتا تھا کہ مجھے سختی نہ کرنی پڑے لیکن اگر تم
مجھے اس پر مجبور کرتے رہے تو...!“

r

r

f

f

i

i

@

@

U

U

R

R

D

D

U

U

F

F

A

A

N

N

S

S

.

.

C

C

O

O

M

M

خون کی لکیر

پڑتا...!

اس وقت جمیب سختیت میخران را کیوں کو کچھ ہدایات دیتے دیتے خاموش ہو گیا تھا اور پاپ کو راکھ دان میں خالی کر کے تازہ تمباکو بہترتے ہوتے سرچا تھا!... بکاش نام کو بھی اس دعندے میں شامل کرنے کی اجازت ملی ہوتی!۔

وہ یہ چارا اسی کے لئے رات بھر جاتا رہا تھا۔ لیاں تراشی کی مشق ہمہنگان تھی اور منہ انہی سے اس کے پاس دوڑا آیا تھا! لیکن فریدی نے اُسے اپنی خواب گاہ پر ملا کر اس کی بیوی کو فون کر دیا تھا کہ وہ دہان سور ہاہتے لیکن جب تک نیند پوری ذکر لے اُسے بجھکایا نہیں جا سکے گا!۔

حید کو گوارہ بیج ٹیلنگ ہاؤس میں کا بیگروں کا انڈر دیو لینا تھا اس لئے اُسے اس کے بیدار ہونے سے پہلے ہی چلا جانا پڑا تھا!۔ اب اس دلت دہ سوچ رہا تھا لگا کہ یہیں سے قاسم ہاتھ لگے تو جبی بھی پہلے درست ٹیلنگ شاپ تو اس کی زندگی تباہ ہو دے لے گی!۔

لڑکیاں سیدھی سادھی معلوم ہوتی تھیں۔ وہ بذریاہ پستہ آئی تھی اپنے دیسے یہیں کسی قدر شوغی کی جھبلکیاں ضرور کھتی تھیں۔ لیکن محتاط بھی معلوم ہوتی تھی۔ بچھر پلا دن ہی تو تھا!... ادھر یہ احساس کہ اسے اُن لڑکیوں پر بالادستی حاصل ہے!... اور یہی احساس تفریج کر کری کر دینے کے لئے کافی تھا!... اُسے تو عموماً ایسی لڑکیوں سے دلچسپی ہوتی تھی جو اُس کی پہنچ سے باہر ہوں اور ان یہ پہنچ کے لئے اُسے خاصی جدوجہد کرنی پڑے!؟

بہر حال سبھ کے علاوہ چارہ بھی کیا تھا!۔

دنقا اُس نے تھوس کیا کہ وہ لڑکی جو اُسے زیادہ پستہ آنے ہے کچھ کہتے چاہتی ہے!۔

حید نے آئینے میں شکل دیکھی اور پاپ کا کش لے کر مخصوص انداز میں ہوٹوں نے دھواں لکاتا رہا!... اُسے اپنی نغمی سی فریج کٹ ڈاٹسی گران ہیں گذرا ہی تھی! باسکت ترشی ہوئی مونچھیں بھی کسی قدر آڑنک ہی تھیں!۔ آنکھوں پر ریم لیس فریز والی عینک! یہ میک اپ اس نے خود ہی کیا تھا!... کچھ لڑکیاں بھی آئی تھیں انڈر دیو کے لئے ... حید کو اس سلسلے میں فریدی سے کوئی ہدایت نہیں ملی تھی کہ کار بیگروں کے انتہا پیس کسی خاص حصہ کا خیال رکھا جاتے ہیں اس چھوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوتے اس نے ایک بھی مرد کا بیگر کا انتہا پیس کیا تھا!... ایک رٹکی تو اُسے اتنی اچھی لگی تھی کہ لڑکوں میں اس کا انتہا تو یقیناً کہتا! اکٹنگ کے لئے ایک معrado بہت تحریک کا عورت رکھی گئی تھی!... کار تھا نہ تو قائم ہو گیا تھا! لیکن سوال تھا کام کا! فوراً ہی کام بھی کہاں سے ٹپک

”یہ نے میلزگ میں ڈاکٹریٹ لی تھی!“ حمید نے ناخوشگار بھیجیں کہا!

تین عورتیں دکان میں داخل ہوئیں۔ مختلف بلوسات کی اجرتوں کے بارے میں پوچھتی رہیں اور جلد ہی واپس آنے کا وعدہ کر کے واپس چل گئیں۔
حمدی نے دیکھا کہ وہ لڑکی منہ پر دوپٹہ رکھ کر نہیں رہی ہے۔۔۔

اس کا نام رغبیہ تھا!

”کیا یہ بھی کوئی لفیاقتی لمحہ ہے!“ حمید نے جر اس امن بنائکر لپوچھا۔

”آپ ان سے بالکل کسی پروفسر کے انماز میں لفتگو کر رہے تھے!“

”میں پیرس کی ایک بہت بڑی دوکان پر کام کر رہا ہوں؟“ حمید نے فخریہ بھیجیں کہا!

”اوہ۔ لیکن میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ آپ جسموں کی پیمائش کے شوق میں اس طرح دردبر ہوئے ہیں۔!“

”کسی مطلب۔ نہیں۔!“ حمید نے آنکھیں نکالیں۔ پہلے ہی دن اتنی بھت کلفی۔۔۔ میں اسے پسند نہیں کرتا۔۔۔“

”معافی چاہتی ہوں جناب!۔۔۔ لفیاقتی مسائل زبان پر غزوہ آ جاتے ہیں۔ آخر ایم۔ اے کیا تھا لفیاقتیں میں! اور میں تو یہاں کم کم سختی ہوں کہ آپ کا غصہ قطعی مخصوصی ہے! آپ نے پسند فرماتی ہے میری بھت کلفی۔۔۔“

”اے۔۔۔ اے۔۔۔!“

”اگر یعنی کوئی ٹراہوتا تو میری زبان اس ”جماعت“ سے باز رہتی!“

”جماعت۔۔۔ میں نہیں سمجھتا!۔۔۔“

”جمام سے بنائی ہے!۔۔۔ درزی کی پنجی خاموشی سے چلتی ہے اور جمام کی پنجی کے ساتھ زبان بھی چلتی رہتی ہے!۔۔۔“

”کیا بات ہے جو کیا مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو۔۔۔ جو“

”جی ہاں۔۔۔ بشرطیکہ آپ اسے پسند فرمائیں۔!“

”کیا پسند فرماؤ۔۔۔ جو“

”مطلوب یہ کہ۔۔۔“

”بات کم سے کم الفاظ میں ہونی چاہئے۔۔۔“

”ایک مرد کظر بھی ضروری ہے میہاں کے لئے۔۔۔!“

”کیوں۔۔۔ جو“

”اس لئے کہ میہاں صرف خواتین کے بلوسات تیار کئے جائیں گے۔۔۔“

”میں اب بھی نہیں سمجھ سکتا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو!“

”لفیاقتی نکتہ نظر سے اس مسئلے پر بخوبی کہتے ہیں۔۔۔!“

”اب درزی خانے میں بھی لفیاقتیں چھلے گی!“ حمید نے کسی تدریخیلے بھی میں کہا۔

”ہاں۔۔۔ جناب زندگی کے ہر شعبے میں لفیاقت کو دخل ہے؟“

”تو پھر میہاں کپڑے سینے کیوں آتی ہو! کسی کالمج والج کی لکھر پش کے لئے دوڑ دھوپ کی ہوتی۔!“

”سخت نفرت ہے اس زندگی سے ورنہ آپ کی اطلاع کے لئے۔۔۔ میں نے پچھلے ہی سال لفیاقت میں ایم۔ اے کیا ہے۔۔۔“

”تو پھر آپ اس درزی خلنے ہی کو کلاس رومن بنائکر کھو دیں گی!“

”مجھے دستکاری سے دلچسپی ہے!“

”تو پھر لفیاقت میں کیوں جھک مارتی رہتی تھیں۔!“

”اوہ۔ ٹھہریے! اوہ دیکھئے کچھ خواتین ادھر آ رہی ہیں۔ کم سے کم اُجرت بتائیے۔“

”اسے زبان سنجھال کے...!“

”چل چکی دوکان...!“ حمید بے لیسی سے بولا اب خدا کے لئے خاموش رہو!

ورنہ یہ گوشت کی دوکان مشورہ ہو جاتے گی!...“

”اس طریخیا کو چپ کرایتے!“ رضیہ بولی۔

”اسے لڑکی ہوش میں ہے یا نہیں!...“ مُعمر عورت رفیہ کی طرف چھپی،

لیکن حمید ان کے درمیان آگیا۔

”میں کہہ رہا ہوں! تم دونوں ہی خاموش رہو! ورنہ ابھی ایک دن کی تختواہ کے

کر رخصت کر دوں گا!... اور... دیکھو! وہ خواتین والپس آرہی ہیں۔

”مالا پڑا خرید لائیں!...“

”دونوں ہی خاموش ہو کر مٹک کی طرف متوجہ ہو گئیں!



عنانِ دم بخود رہ گیا تھا!

چپ چاپ اس نے با تھا اور پاٹھا دیتے! اور رشک ہنڑوں پر زبان پھینک لگا!

”میں یہیں تیام کر دیں گا!...“ اجنبی ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا اولادا

عنان اب بھی خاموش رہا... اور اب بھی نیصلہ نہیں کہ پایا تھا کہ اسے کیا کرنا

چاہتے! لڑکی کے بارے میں اسے بتاتے یا نہ بتاتے! لیکن وہ آخر کتنی دیر اس

چھوٹی سی کوٹھری میں بند رہ سکے گی! اگر یہ آدمی ریلوالور کے زور پر یہاں رہ ہی پڑا

”تو لڑکی کی موجودگی کتنی دیر چھپی رہ سکے گی...!“

”معلوم ہوتا ہے تم مجھے دوبارہ لوٹ پر امری میں داخل کراؤ گی!“

”دیکھے آپ بھی مجھے خوش مزاج ہی معلوم ہوتے ہیں!“

”محترم... محترم... آپ میری ماتحقی میں کام کریں گی اسے نہ جھولئے!“

”یہ بھی نفیات!“

”جنم میں گئی نفیات! اب خاموش رہو!...“

”آپنی جلدی غصہ آجائے کی کیا وجہ ہر سمجھی ہے!“ وہ پر لفکر لججے میں بڑا بڑا

” غالباً بچپن کا کوئی کومپکس!...“

”پھر حمید سے مناطب ہو کر لپوچا!“ کیا آپ کے والپین سخت گیر تھے!

”دیکھاتی گیر تھے! اتم سے مطلب!“

”لیکن کمال ہے کہ غصے کے عالم میں بھی آپ اس قسم کے تحریک لگا سکتے ہیں۔ بہت

”ذہنی آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ سخت گیر۔ اٹھاتی گیر۔ واہ سیجان اللہ!“

”میں کہتا ہوں اب چپ بھی رہو!“

”دوسری لاکلیاں انہیں حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔ کبھی کبھی کسی کو اپنی پلے ساختہ

ہنسی پر قابو پانے کے لئے دوسری طرف بھی مڑ جانا پڑتا...“

”دنعتاً مُعمر عورت بولی اتم داقعی بہت بولتی ہوا... یہ مناسب نہیں صاحب

ٹھیک لوگتے ہیں...“ تم چاہے جتنی قابل ہو تھیں ان کی ماتحقی میں کام کرنا ہے...!“

”اُر سے تو تمہیں کیوں اچھن ہو رہی ہے!“ رضیہ اُس کی طرف مڑی۔

”اُر سے منہ نہ لگنا! میں نے نفیات دنیات تھیں پڑھی لیکن بولتوں کو

چپ کر ادینا اچھی طرح جاتی ہوں!...“

”دیکھو!“ اسی سے ظاہر ہے...“

”چھوٹا پھونک دوں گی...!“

”کبھی کبھی صلپاً تا ہوں کچھ دنوں کے لئے...! اہر آدمی کو کبھی کبھی سکون کی تلاش ضرور ہوتی ہے...!“

”اوہ اگر یہاں لٹ جاؤ تو۔!“
”ارے ہر ماہی کیا ہے میرے پاس! جو کچھ بھی ہو گا خود ہی نکال کر لوٹنے والے کے حوالے کر دوں گا...!“

”د تصویریں بناتے ہو...!“

”ہاں مصوری میرا پیش ہے!...!“
”لیے یہ جگہ طریقہ نصاہتے۔ اگر ہم دونوں دوست بن گئے تو میں بھی کبھی کبھی آیا کروں گا...!“

”ضرور۔ ضرور۔“ عرفان نے سر بلائکر کیا!
ناشترے نار غم ہو کر وہ باہر ہی کے کمرے میں آبیٹھے!... اجنبی متفعل کوٹھری کے تریپ سے بھی گزرا تھا لیکن اس نے اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا!
ناشترے کے بعد وہ ایک پہلا ہو آدمی نظر آتا رہا تھا!“

ادھر عرفان سوچ رہا تھا کہ وہ لڑکی بھی جو لوگی ہو گی آخر اس کے لئے کیا کیا جاتے؟
پڑھنے کیوں وہ اُسے چور تسلیم کرنے پر سیار نہیں تھا!...“

”میں بھول رات جاگتا رہا ہوں...!“ ذوقناً اجنبی بھرائی ہوتی آزاد میں بولا!
”کیا یہ ممکن ہے کہ تم اس معاملے میں بھی میری مدد کر دے!“

”میں نہیں سمجھتا...!“

”لے اگر میں کچھ دیر کے لئے سو جاؤں تو تم اس کا خیال رکھو گے!“

”کس کا...؟“

”اوہ۔ آتنی جلدی جھوٹ گئے! میں اس چور لڑکی کے بارے میں کہہ رہا تھا!“

”تم کیا سوچنے لگے...!“ اجنبی غازیا۔
”کچھ نہیں...!“

”کیا آپ مجھے یہ ریلوالورہ تھی میں لئے رہنا پڑے گا!“
”آپ اسے جیب میں رکھ لجھتے...!“ عرفان نے کپکپائی ہوئی آواز میں کہا!
”مجھے کوئی اختراض نہیں...! لیکن شریف آدمی ریلوالورہ تو نہیں لئے پھرتے۔“
اجنبی نے تھقہہ لگایا! اور بولا! ”کیا تم حکمر پولیس کے لوگوں کو مشریف نہیں سمجھتے!“

”پولیس۔ اُدہ۔!“ عرفان نے طویل سانس لے کر کہا اور اپنے ہاتھ پر ٹھنڈا دیتے۔ چند لمحے خاموش رہ کر بولا! ”تب تو...!“ تب تو مجھے آپ کے ناشترے کا استخانہ کرنا چاہئے!...“

”خوب!... یہ اتنی دیر میں پہلی بات کام کی ہوتی ہے!... میں رات سے بھجوکا ہوں میرے دوست۔!“

”اس نے ریلوالور جیب میں رکھتے ہوئے کہا!
”ناشترے مجھے خود ہی تیار کرنا پڑے گا...!“

”ہم دونوں مل کر کریں گے۔!“ اجنبی جلدی سے بولا!
عرفان سوچ میں پڑ گیا اگر وہ اس متفعل کوٹھری کے بارے میں سوال کر بیٹھا تو کیا ہو گا...!“

”کچھ دیر بعد وہ دونوں باور چھینانے میں نظر آتے... وہ عرفان سے کہہ رہا تھا۔“ میں پڑا ٹھنڈے بہت اپنے پکا سنتا ہوں...!“

”اوہ میں اپنے تلنے کا ماہر ہوں!“ عرفان نے پھیکی سی ہنسی کے ساتھ کہا!
”تم یہاں اس دیر انے میں کیوں آتے ہو!“

عادی ہے! . . .

“آپ نے اچھا کیا ہے... لیکن اس نے میرے بارے میں آپ کو کیا تباہا! . . .”

“اُسے چھوڑو! پہلے تم ناشتہ کر لو۔ پتہ نہیں کہ سے جھوک ہوا۔ اسے ماں تمہاری چھٹ اپ کیسی ہے! . . .”

“درد ہے یا یہ پیریں! . . .”

“میرا خیال ہے کہ تم اس کو ٹھری تک محدود رہو! میں تمہارے لئے کچھ لادں!”

“وہ کہاں سور ہے! . . .”

“کمرے میں! میں نے باہر سے دروازہ بولٹ کر دیا ہے! . . .”

“آپ نے بہت اچھا کیا! آپ بہت اچھے آدمی ہیں! . . .”

“وہ کہہ رہا تھا کہ اس کا تعلق محکمہ پولیس سے ہے! . . .”

“وہ جھوٹا ہے! . . . اور تب تو اُس نے میرے بارے میں کوئی ایسی جی کمان سنائی ہو گئی جس سے آپ مجھے ایک مفروضہ سمجھیں! . . .”

“صہاں! . . . ایسی ہی کوئی بات تھی! — بہر حال اب تم کچھ کھاپی لو! . . . وہ اُسے وہیں چھوڑ کر یا اور چینیاں میں چلا آیا! . . .”

فرائینگ پین کوٹی کے تیل کے چورٹے پر رکھتے ہوتے اس نے سوچا یہ لڑکی چور ہرگز نہیں ہو سکتی! پتہ نہیں کیا معاملہ ہے! . . . اور وہ سور کا سچھ بھی محکمہ پولیس سے متعلق نہیں معلوم ہوتا! . . . چھرا ب اُسے کیا کر چاہئے! . . .

پڑھتے دوبارہ گھم کرنے کے بعد دو تین انڈے سے بھی فرائینگ پین میں توڑے! اس میں تقریباً اس پندرہ منٹ صرف ہوتے تھے! . . .

کوٹھری میں والپ آیا لیکن وہ وہاں نہیں تھی۔ ناشتے کی طرف وہیں چھوڑ کر دکھرے کی طرف چھپتا! سونے والے کمرے کا دروازہ کھلنا نظر آیا! . . .

“اے ہاں! . . . اچھا تو میں کس طرح خیال رکھوں گا!”

“اگر وہ بیہاں پناہ لینا چاہے تو اسے اندر آنے دینا! . . . پھر میں ویکھ لوں گا لیکن اس کی اطلاع نہ ہونے پاتے کہ کوئی اس کی تلاش میں بیہاں پہلے ہی سے موجود ہے! . . .”

“بہت اچھا! . . .”

“تو پھر مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں مجھے سونا ہے! . . . اجنبی اٹھتا ہوا بولا۔

نشست کئے کمرے کے برابر ہی وہ کمرہ تھا اور دہاں سرف ایک ہی بستر تھا! .. عرفان اُسے دہاں لایا! . . .”

پھر شام دس ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ اُس کے خڑائے گو نجخے لگے۔ وہ چپ چاپ اٹھا دیے پاؤں چلنا ہوا کمرے کے دروازے تک آیا اور آہنگی سے پٹ کھینچ کر بند کئے اور دروازے کو باہر سے بولٹ کر دیا!۔ دوسری طرف نکاسی کی کوئی راہ نہیں تھی! المذا اٹھیاں تھا کہ اگر وہ جاگ بھی ٹپا تو اس کی مدد کے بغیر کمرے سے باہر نہیں نکل سکے گا! .. اب عرفان اس کی کوٹھری کی طرف جا رہا تھا جہاں وہ لڑکی بندھتی! . . .

تغل کھو! . . . لڑکی جھپٹ کر دروازے کے قریب آگئی!

“سگ کیا وہ چلا گیا! . . . جی” اس نے آہستہ سے پوچھا!

“نہیں! وہ مرے کمرے میں سور ہا ہے! . . .”

“کیوں! . . . کیا آپ اُسے پہلے سے جانتے تھے؟” لڑکی کی آواز کا پر رہی تھی! . . .

“ہرگز نہیں! وہ تو زبردستی بیہاں دھرنا دے سکتی ہے! . . . کہتا تھا کہ تم ادھر پڑ راؤ گی پناہ لینے کے لئے! . . . جی”

“اوہ! پھر آپ نے کیا کیا! . . . جی”

“بھجوڑی تھی! اس نے ریو اور نکال لیا تھا! جسمانی قوت میں بھی شامہ مجھ پر

ہی کا بھلا ہو جاتے گا!۔

”تم عرفان کو اچھی طرح جانتے ہو!...“

”بس جان پچان کی حد تک... وہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں...“

”جان پچان کس سلسلے میں ہوتی تھی!...“

”کوئی خاص بات ہے کیا...?“

”میری بات کا جواب دو...“

”مجھے یاد نہیں کہ کب اور کہاں اُس سے تعارف ہوا تھا... اس کے بعد جب بھی کہیں ملاقات ہوتی وہ مخصوص مزاج پُرسی ہی تک محدود رہی...!“

”تم اس کے بارے میں اور کیا جانتے ہو!...“

”کیا قاسم کی کسی حماتت کی داستان آپ تک پہنچی ہے!“

”میں تم سے کیا پوچھ رہا ہوں...!“

”میں اپنے حواس میں نہیں ہوں!... یہ خواتین بار بار اپس میں لڑ پڑتی ہیں۔
ہاں تو آپ نے کیا پوچھا تھا...?“

”تم عرفان کے بارے میں کیا جانتے ہو!...“

”کچھ بھی نہیں!... قاسم سے بیچھا چھڑانے کے لئے اُسکے حوالے کر دیا تھا،
اور بس...“

”خبر۔ تم ٹھیک سات بجے دکان بند کر کے!... پرنسپ کے پورا ہے پر
بچھے مل جاؤ... سات بجے کر پندرہ منٹ پر...!“

”یعنی دن بھر کی اس تھیکن کے باوجود بھی...!“

”دوسرا طرف سے کوئی جواب ملنے کے بجائے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز
شائی دی!... حمید یسیور رکھ کر سر تھامے ہوئے کہی پر نیم دراز ہو گیا!۔

پیر در تلے سے گویا زین نکل گئی!... مر جپان نے لگا! تو گویا وہ خود ہی موت کے
منہ میں جا کر دی تھی!

”دہ تیری سے اس کرے کی طرف بڑھا!... اور... اور...!“

”داوہ - ?“ دہ جہاں تک تھا وہ رہ گیا!...“

اجنبی پنگ کے نیچے منہ کے بل ٹرانظر آیا!... اور خون کی ایک متھر کلکر اس
کے نیچے سے نکل کر دیوار کی جڑ تک پہنچ رہی تھی! عرفان کو ایسا محسوس ہوا تھا
کہ اب وہ خود اس جگہ سے ہل بھی نہ سکے گا!۔ اسی حالت میں کتنی منت گذر گئے!۔
چھر دنعتاً اس نے باہر کسی ہوٹر کا نجی اٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور
بے تھاشہ بیرونی دروازے کی طرف بھاگا!...“

اس کی اٹیشن دیگر بڑی تیز زمانہ تھی سے شر کی جانب چلی جا رہی تھی!۔ وہ
دیوانہ وار اس کے نیچے دوڑ پڑا۔

میلیفون کی گھنٹی بھی!...“

حمدید نے یسیور اٹھا لیا!۔ دوسری طرف سے فرمی کی آواز آئی۔ ”کیا تم
کسی عرفان آرٹٹ کو جانتے ہو...!“

”عرفان...! یاد نہیں آتا...! کچھ اور بھی بتائیے...!“

”تم بھی قاسم کو کسی آرٹٹ کے پاس لے گئے تھے!“

”ادہ - ! اچھا ہاں! ایک بار اسے مصوری کا خیط ہوا تھا! میں نے کہا تھا۔
اگر سیخنا ہی ہے تو چلو کسی آرٹٹ سے ملوادوں... مقصدیہ تھا کہ بیچارے آرٹٹ

”صاحب!... بس اب حد ہو چکی۔!“ معمر عورت نے حمید سے کہا!“ میں پیس اس سے پٹ لون گی۔ پھر اپ کچھ نہ کہتے گا۔!“

”اتھا پائی کر دگی تم۔!“ رضیہ اور پیری ہر نہ کہنچ کر بولی۔
”خاموش۔! خاموش۔!“ حمید نے میر لٹھکھٹھاتی!

”مجھ سے تو جناب الیسی نوکری نہیں ہو سکے گی۔!“ معمر عورت نے حمید سے کہا!
”جہاں کل کل کی نو تڈیاں میرے مند آئیں۔!“

”ارے تو احسان کیا ہے کسی پر چھوڑ جاؤ۔!“ رضیہ تر سے بولی! الیسی ہی نازک دماغِ حقیقیں تو گھر سے باہر کیوں نکلی حقیقیں۔!“
”آپ سن رہے ہیں۔!“ معمر عورت نے حمید کو مخاطب کیا!
حمید نے بے بسی سے سر کو اشباتی جینش دی!

”اور آپ کچھ نہیں کہیں گے اس سے۔!“

”میں...! جھلا میں صورتوں کے معاملات میں کیسے داخل انداز ہو سکتا ہوں!“

”اچھا تو جناب! میں چلن لٹکنگ کرنے والے کی بالادستی ہر کارخانے میں تسلیم کی فرست کہاں۔!“
جاتی ہے... یہاں رہ کر میں اپنی بے عزتی نہیں کروں گی جاہی ہوں!...!“ معمر عورت نے کہا اور اپنی بیگن سے اٹھ کر دروازے پر آکھڑی ہوتی!

”ارے بابا... بس!...! یہ مطلب نہیں...!“ حمید گرٹ بڑا گیا۔

”نہیں جناب... شکریہ...! میں ایک پل کے لئے بھی نہیں ٹرک سکتی!“

”تو یہ جو کٹرا آیا ہے اُسے کون کاٹے گا...!“

”میں کاٹ لون گی!“ رضیہ تر سے بولی ”آپ نکرنا کیجئے...!“

”تم سے تو میں اچھی طرح سمجھوں گی۔!“ معمر عورت نے اُسے گھونڈ کھا کر کہا!
”یاخدا... کیا خواتین میں بھی غنڈہ گردی فروع پا رہی ہے!“ حمید جھپٹ کی طرف

”کوئی خاص پریتانی جناب!“ رضیہ نے چمک کر لو چکا!
”حمدکچھ نہ بولا۔“

”کیا میں آپ کی کوئی مدد کر سکتی ہوں جناب! دوسروں کی الجھن کے مل تلاش
کرنا میری بابی ہے جناب...!“

”نی الحال میری سب سے بڑی الجھن تم ہو!— باس تمہارے تقریر کی منظوری
دے چکا ہے...! اس لئے مجھوں ہے...! ورنہ...! ورنہ...!“

”ورنہ آپ مجھے اس ملازمت سے پہلے ہی دن سبکدشت کر دیتے۔!
”نہیں میں تمہارے لئے کچھ اور سوچتا!—“

”میرا خیال ہے کہ آپ سوچتے تو کچھ بھی نہیں۔!
”کیا مطلب...?“

”اب یہی دیکھئے کہ اس وقت بھی آپ کے چہرے پر جھلماہٹ کے آثار ہیں!...
وہ لگ جوز یادہ سوچنے کے عادی ہوتے ہیں انہیں جھلماہٹ کا مظاہرہ کرنے کی

”فرست کہاں...!“
”میں پھر کیوں گا کہ یہ نفیات کی کلاس نہیں بلکہ درزی فائز ہے...!“

”میں پھر میں عرض کروں گی کہ نفیات...!“
”ارے بابا... بس!...!“ حمید میر پر ہاتھ مار کر دھڑا...!“ میں علی آدمی

ہی ہوں پھر کی دیوار نہیں ہوں...!
”آپ آدمی ہیں۔ اسی لئے تو نفیات!“

”میں کاٹ لون گی اس کی طرف دوسروں لیں اور معمر عورت دوسرویں لڑکیوں کی طرف
دیکھ کر آہستہ سے بولی!“ اتراتے ہی نہیں بتا بیچاری سے!

”ارے تم نے پھر کجو اس کی طرف پاٹی۔!
”رضیہ اس کی طرف پاٹی۔“

ویکھ کر بولا۔
مُعْتَر عورت دوکان کے نیچے اُتر گئی...!

”یہ تم نے کیا کیا...؟“ حمید نے رضیہ سے کہا۔

”آپ کی ایک غلطی کی اصلاح کی ہے... اب جلدی سے ایک مرد کٹر کا اسٹیم
کیجئے...! ورنہ دوکان ہرگز نہ چلے گی...! خدا تین ادصر کا رُخ بھی نہ کریں گی۔!“

”اسے تو کیا تم اسے نفیات خانہ ہی بناؤ کر رکھ دو گی!...“

”بھٹیا رخانہ بننے سے بہتر ہے کہ نفیات خانہ ہی بننے۔! ان الحال میں ان کی پڑی
کی گنگ کئے دیتی ہوں...! لیکن آپ آج ہی ایک مرد کٹر کا اسٹیم کیجئے! خوش
پوش اور خوش شکل ہونا چاہئے۔ خوش مزاج بھی ہو تو کیا کہنا مانکن اپ لیتے و تت
لسطیفے اور چٹکلے بھی چھیر لے کے...! نفیاتی نکتہ نظر سے...“

”بس...!“ حمید نا تھا اٹھا کر غر آیا۔

فریدی کی لنکن شمال کی جانب بڑھ رہی تھی!... مرک سنان تھی اس لئے
رنما۔ بھی خاصی تیز تھی...!

حمدیہ ٹھیک سو اسات بجے پرنسپ کے چورا ہے پر پہنچ گیا تھا۔! لنکن وہیں ایک
جانب کھڑی مل تھی افریدی اسٹریٹ کے سامنے بیٹھا تھا...! پچھلی سیٹ پر بھی کوئی
تماجس کی شکل انہیں سے میں دکھاتی نہیں دی تھی!-

حمدیہ گاڑی میں بیٹھ گیا تھا!-

اُسے قطعی علم تھا ہو سکا کہ جانا کھا ہے...!

راستے میں حمید نے آہت سے پوچھا...!

”پچھلی سیٹ پر کون ہے...؟“

”عزفان آرٹ...!“

”اوہ...! تو کیا ہے...!“

تو ہو ہی گیا تھا کہ وہاں کچھ دینپیلے کوئی لاش تھی! - چھر کسی لڑکی کا نہ کہہ ہوا۔

توكیا وہ لاش کسی لڑکی کی تھی؟

آپ وہ ایک چھوٹی سی کوٹھری میں داخل ہوتے۔

”انداز آواہ یہاں کتنی دیر تک بند رہی ہوگی!...“ فریدی نے عرفان سے پوچھا۔

”شام دیر ہے گھنٹے...“

”آپ نے فائر کی آواز سنی تھی...؟“

”جی نہیں... اسی پر تو حیرت ہے... اگر اس کمرے میں فائر ہوا ہوتا تو۔

باد پر چھنانے میں اس کی آواز صڑورہ سنی جا سکتی۔...“

”لیکن مرنے والے کی چیخ تو سنی ہی ہوگی!“

”ہرگز نہیں جناب! - اگر چیخ کی آواز سنی لی ہوتی تو اپنی گاڑی سے بھی ہاتھ

تار دھونا پڑتا!“

”آپ شہر تک کیسے پہنچے تھے؟“ فریدی نے پوچھا! - اس کی نظریں کوٹھری کا

جاائزہ لینے میں مصروف تھیں...“

”مجھے ہوش نہیں کہ کتنی دور تک اپنی دن کے پچھے دوڑا تھا! ایسے میری زندگی

خاصی تیز تھی کیونکہ وین کافی دور تک مجھے نظر آتی رہی تھی! - چھر میں تھک کر گیا تھا!

گھستا ہوا ٹرک کے کارے جا پڑا۔ پتہ نہیں کتنی دیر بعد اُدھر سے ایک لوٹ بگ ٹرک

گزرا تھا... میری درخواست پر ڈرامیور نے مجھے شہر پہنچانا منظور کر لیا۔

”ٹرک کا نمبر یاد ہے آپ کو!“

”مجھے اس کا ہوش کہاں تھا جناب...“

”اپنی گاڑی کی گستاخگی کی پرٹ تو درج کراہی دی ہوگی!“

دنہیں جناب... میں نے آپ کے علاوہ اور کسی کو بھی یہ واقعہ نہیں بتایا۔

”ماں یہ حضرت تمہارے ہی حوالے سے مجھے سے ملتے تھے!...“

”کوئی خاص بات...!“

”جہاں جا رہے ہیں وہی پہنچ کو معاملے کی نوعیت کا اندازہ ہو سکے گا!“ پھر

بات جہاں کی تھا رہ گئی تھی!...“

منزل مقصود ہمیڈ کے توقعات کے خلاف تکلی۔...! عمارت کے چاروں طرف

جیکھل بھرے ہوتے تھے!...“

فریدی نے ٹارٹچ روشن کی اور وہ آگے بڑھنے لگے! عمارت میں بھی اندر ہمرا

تھا۔ عرفان نے کپڑوں میں ٹپ پر دشمن کیا! -

”اُدھر اس کمرے میں جناب!“ عرفان نے بھرا تی ہوتی آواز میں کہا!

”وہ دوسرے کمرے میں آتے...“

”میرے خدا... چ“ عرفان نے عجیب سی آواز میں کہا اور ہولقوں کی طرح

فریدی کی طرف دیکھنے لگا...“

”ہوں... کہاں ہے... وہ لاش... چ“ فریدی کا لمحہ پر سکون تھا...“

”مhm... میں... کیا پتا دں جناب...! وہ یہیں ٹپتی تھی... اور خون

بہرہ ہو کر اس دیوار تک پہنچ رہا تھا!“

کپڑوں میں ٹپ کی روشنی دھندلی تھی! فریدی نے پھر ٹارٹچ روشن کی اور جبک

کر کچھ فرش کا جائزہ لیا...“

چھر کچھ دیر بعد سیدھے ہوتے ہوئے پوچھا ”وہ لڑکی کہاں تھی...؟“

”اُدھر کوٹھری میں... چلتے میں دکھا دں...!“ عرفان بولا۔ اس

کی آواز شدت سے کافی رہی تھی...“

حمدیا الجھن میں تبلبا ہو گیا تھا! آخر تھہ کیا ہے... اُدھری یا توں سے آنا نہ

نکتے خاموش ہو گیا تھا!۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "مجھ سے زبردست غلطی مزد
ہوتی ہے۔!"

"کیسی غلطی...؟" حمید نے پوچھا!
"لاش کو گھبیٹ کر جنگل میں بھینک آتا!...؟ عرفان نے ناخوشگوار بحث میں کہا!
"خیال اچھا ہے۔!"

"آپ خود سوچئے!... کسی کو کیا پڑھتا...؟ میں نے خود ہی مصیبت مولیٰ ہے
... یا پھر مجھے ہی عقل آگئی ہوتی!... اس آدمی کو تباہ پیاسا کہ وہ کوچھری میں موجود ہے
... کیونکہ وہ یقیناً پور رحمتی... نہ صرف چور بلکہ ایک سرو مزاح قاتلہ رحمتی!—"۔
"یہ بھی ممکن تھا کہ تم اُس صورت میں اس لڑکی ہی کی لاش دیجھتے...!"

"ہرگز نہیں۔!"

"اچھا تو پھر بتاؤ کہ وہ لاش کہاں غائب ہو گئی؟"

"یہی سوال تو مجھے بھی پاگل کئے دے رہا ہے؟"

"لاش غائب ہو جانے کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ لاش کی تشویہ ہونے میں کسی
راز کے فاش ہو جانے کا خدش تھا!—"۔

"کے خدشہ تھا؟—"۔

"یہ آپ سوچ کر بتائیے...!"

"یہ تبااؤں...؟" عرفان اچھل پڑا۔

"قطعی!...!"

یہ کیا بتا سکتا ہوں! دونوں ہی میرے لئے اجلبی تھے...!
"اکثر بد مزاح لوگوں کی بیویاں پڑوس کے آرٹسٹوں سے محبت کرنے لگتی ہیں! اب
فرض کیجئے ایسی ہی کوئی بیوی کسی آرٹسٹ کے پاس جاتی ہے! شوہر بخیج جاتا ہے!..."

"مدعاۃ ہی میں ثابت کیجھے گا...!" فریضی نے کہتے ہوئے تھکٹیاں لگادیں!

"جناب... جناب... کرنل صاحب...!"

"محبوبی ہے۔ قانون۔!"

"ایسا بڑا برتاؤ تو شاید کسی تھانے پر بھی نہ ہوتا!"

"وہ اس سے زیادہ بڑا برتاؤ کرتے۔ ایسے حالات میں!..."

"آخر قصدہ کیا ہے؟" حمید نے پوچھا!

"قصہ بھی یہی تباہیں گے تمہیں!۔ تم انہیں شہر لے جاؤ...! اپنے ملکے کے
لाक آپ میں رکھنا!"

"سینے تو سی... جناب...!" عرفان کے لمحے میں کسی تدریج بخلاف تھی۔

"عرفان صاحب جو کچھ میں کر رہا ہوں اسی میں آپ کی عافیت ہے... بھکر
ملغسانی کا لاک آپ آلام دہ ثابت ہو گا!۔ سوں پولیس کے لاک آپ سے بے جما
بہتر... اچھا شہ بخیر...!"

"لیکا آپ ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے!" حمید نے پوچھا۔

"بڑی پڑھا جگہ ہے ا۔ صبح بھیپ بھجو دینا!۔ ہاں میں یہیں رات بسر
کروں گا۔!"

چھر فریضی نے مخصوص اشاروں میں اُسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ عرفان
سے اس کی کہانی سن کر... اسی وقت پریس میں دیدے... اور یہ ظاہر کرے کہ عرفان
کی کہانی باور نہیں کی گئی!۔ لہذا اُسے اسی لئے حرast میں یا گپاہ کے اس حرکت
کا اصل مقصد معلوم کیا جاسکے!۔

وہ پریس پر حمید کاڑ دیا تو کمرہ تھا اور عرفان بھرا تھا! اور اسی اواز میں اپنی کہانی سنکتے

رات برباد کرنے پر تیار نہ ہوتا! ...

”میرتا ہوں آپ غلطی کر رہے ہیں۔ اس گاڑی کا تعاقب کیجئے!...“

"اندر سے میں گاڑی کے پیچاں لی ۔ ۔ ۔ !"

”تبر... نمبر پیٹ تور وشن مھنی!... ٹی-اے فر سکس تھری فور۔
میری گاڑی کا نبرے۔ کپیٹن پلیز - !“

لیکن حمید پرداہ کئے بغیر ایک سیلہ طریقہ دباؤ بڑھا آ رہا ! ... بگاڑی پھر ہوا سے
باتیں کرنے لگی تھی ! -

”تم بدرندے ہو۔ وحشی ہو۔ مجھے چھانی کے نختے تک لے جانے کی
کوشش کر رہے ہو؟“
عفان پختنے لگا!

”درلاش ملے بغیر تم بچانی کے تختے سک نہیں پہنچ سکتے۔ بھلسن رہ ہو! ...“
”میں کہتا ہوں — وہیں کھاڑی لگتی ہے! ...“

”درہی ہوگی...!“ گمید نے لاپرواٹی سے کہا ”میرے چیت نے مجھ سے صرف یہ کہا تھا کہ تمہیں حوالات میں ذمے کہ آرام سے سر جاؤں...!“

"پسچاچ دنے کے ہوں .."

"میں ہمارے فرانس سپ کچھ بنادیتے ہیں۔"

دین کتاب ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

”کچھ دیر پہلے تم کہا رہے تھے کہ خاموش رہنا چاہئے ہو!۔“

عفاف سٹ کی رشت گاہ سے ڈمک کر ہانپئے گا!

جمید نے دیر سے یا میت نہیں پیا تھا۔ اُس نے سوچا کہ جو دیر کے لئے رکنا چاہئے!

اک بجگہ زفار کم کر کے گاڑی مٹک کھے کنارے آنار دی!۔

ہاتھا پائی ہوتی ہے... شور ہر ختم ہو جاتا ہے... لاش ٹھکانے لگادی جاتی ہے... بیوی اپنی راہ لیتی ہے لیکن آرٹٹ صاحب کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا کتنا چاہئے! اکمزور دل کے واقع ہوتے ہیں... ایک کہا فی گڑھتے ہیں! ..."

”بس... بس... خدا کے لئے پس کیجئے!... نہیں کمزور دل کا ہوں اور
ذپر دس کی بیویوں پر جان دیتا ہوں!... اوہ... میرے خدا...! میرے حالات
کے چوکھے بیس یہ کہانی بھی فٹ ہو سکتی ہے!... اور شاید آپ یہ کہیں کہ بیس اچھی طرح کہانی
کا تانا بانا نہیں بنا سکا۔ اسی لئے مجھے فاترگی آواز ٹھہر ناتی دی گئی۔ . . !“

”یہ قطعی ممکن ہے کہ تم فائز کی آواز نہ سن سکو!۔ سائینس فر لگے ہوتے ریوا لور سے فائز کی آواز نہیں سکلتی... صرف گولی سکلتی ہے!...“

”میر حلال... ہو سکتا ہے میں رات بھر میں یا گھل ہو حاذن!“

”لیکن کہاں تو ماگل ہونے سے ملے سنائی تھیں۔۔۔“

”کپٹن پلیر میں کچھ نہیں سنتا چاہتا۔ ویکھا چائے گا۔ میرا نیمہ طعنے سے۔“

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے! میں بھی خاموش ہی رہتا چاہتا ہوں! ۔

کائناتی سے راستہ طے کر رہی تھی!... دنعتاً حمید کو زنا کر کر دخواستیں۔

دوسرا مخالف سنت میں کسی گھاٹی کے ہلڈ لیمپ حکمرے تھے!

کچھ دیر بعد وہ گاڑی فریب سے گزر گئی ! — حمید نے دیکھا کہ عزماں گردیں ہوڑ کا اُس سے دیکھے جائاتے ہیں ۔

دھنواں کے قسم اسی میں اچھا طریقہ ہے۔

مدد ای تم :—" وہ اپس پر اے دہ یہ ری دین اٹھی . . . کور بیے . . .

"خاموش بھی رہو۔ یا... اگر تمہاری کمائی پر قیدیں بھی آگیا ہوتا تو میں اپنی

”مختلف چاہیں فن کرائے گے بڑھانے کا ذریعہ بنتی رہی، میں! مجھے اس کا اعتراف ہے کسی بھی درخت کو بڑھنے کے لئے کہی برساتوں کی شرورت ہوتی ہے...!“

”بہت اچھا خیال ہے عرفان سا سب!... وہ جو آج کسی دوسرے کی بیوی تھی بھٹکی ہے اس کا ہو یعنی تمہارے فن میں شامل ہے!...“

”بیوی... بیوی... بیوی!“ وہ جھپٹا کر بولا! آخر یہ بیوی کیوں موارد ہو گئی ہے تم پر...!“

”ختم کرو... چلو تسلیم کر تمہارے فن میں کسی بکری کا ہو یعنی شامل ہے!“
”میں اب قطعی نہیں بولوں گا!“ عرفان جھپٹا کر بولا!

”ٹھیک ہے... میں تمباکو نوشی بھی ختم کر چکا ہوں... اب ہم خاموشی سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔!“

”انجمن جاگا اور گاڑی جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گئی!...“
”کچھ دیر بعد عرفان بڑھا یا!“ میں کیسے میغین کر لوں کہ یہ ایک طراوت ناخواب نہیں ہے!
”تم شام اونچ گھر رہے ہو سو جاؤ!“ حمید نے کہا اور جنم پھیل چکی تھی لئے...“

●
کوئی نہیں کہ سکتا تھا کہ اپا کب اس طرح گھٹا اٹھے گی اور موصلادھار بارش شروع ہو جائے گی...!“

”قریدی کو باہر کی فضما کا اندازہ نہیں تھا! وہ تو انہیں دونوں کمروں ہی تک محدود ہو کر رہ گیا تھا!...“

”بیرون سین لیپ کی ناکافی روشنی میں خواب گاہ کی ایک اپنی زمین کا جائزہ لئے

”ستر عرفان سالانکے قانون پرست نہیں۔ لیکن اگر تم سمجھیت وغیرہ پہنچا پا، ہو تو مجھے اعتراف نہ ہو گا!...“

”شکریہ!... میں سمجھت نہیں پتا!“ عرفان نے بھرائی ہوتی آواز میں کہا! -
”میں نے پاپ میں تمباکر جھرتے ہوئے کہا!“ میں نے دیر سے پاپ نہیں پیا...“
”لیکپٹن... تم نے مجھ پر ایک بہت بڑا الزام لگایا ہے!... میں مرت سے نہیں ڈرتا... بے وجہ بھی رہ سکتا ہوں... لیکن یہ الزام کروہ کسی پر دسی کی بیوی تھی...“
”خداؤ کی پناہ... اگر اس قسم کی کوئی کہانی پریس میں آئی تو مجھے خود کشی ہی کرنی پڑے گی!“

”اے تم کیسے آرٹٹ ہو!... میں نے کتنی آرٹسٹوں کو کہتے شاہے کہ اس قسم کے ایکنڈل ان کے فن کو زندگی بخشنے ہیں!...“

”وہ بہر دپے ہیں! آرٹٹ نہیں!... کوئی بھی فن مخصوصیت اور پاکنگی کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتا!...“
”درکیا تم نے کبھی کسی کو نہیں چاہا!...“

”چاہا ہے... لیکن جسے چاہا ہے اُسے کبھی اس کا علم نہ ہو سکا!...“
”کیا بات ہوتی!“

”اگر میں اس چاہت کو لذت انہمار کی نذر کر دیتا تو وہ بیرے فن کی رگوں میں روٹتا ہو اگر ملمونہ بن سکتی!“

”دعا بیار تھر تو الفاظ میں بھی صفوری کر سکتے ہوں!“
”لیکپٹن... خدا کئے لئے اس قسم کا کوئی ایکنڈل نہ بننے دینا!“

”ہوں!“ حمید طویل سالن لے کر بولا! ”تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے اگر کسی کو چاہا بھی ہے تو محض اپنے فن کی خاطر۔ لہذا تم نے اپنے فن کے علاوہ اور کسی کو نہیں چاہا!“

سی آواز سنی... پھر کوئی کھکارا اور بھرا تی ہوتی آواز میں بولا! یہاں کون ہے... چیزی کچھ نہ بولا۔

”دیکیا یہاں کوئی موجود ہے!...“ دروازے کے قریب ہی سے کسی نے آئی اونچی آوازیں پوچھا جو اس کے اندازے کے مطابق پورے مکان میں سنی جاسکے! فریدی اب بھی خاموش رہا!...“

پھر کوئی دروازے سے گزر کر کرے کے وسط تک چلا گیا!... یہ ایک طویل فاصلت اور چڑھے شانوں والا آدمی تھا!...“

کرے کے وسط میں رک کر پھر دروازے کی طرف مٹا!... فریدی کے ریال مور کی نال اس کے سینے کا نشان لے رہی تھی! اور...“ اتنے والے کے حلقت سے خوفزدہ سی آواز نکلی!“

”اپنے ہاتھ اور اٹھاؤ!“ فریدی کی تیر قسم کی سرگوشی کرے میں گونجی!“ مم... میں... مطلب یہ کہ...“ اُس نے ہمکھانے ہوئے اپنے ہاتھ اور پاٹھا دیتے!...“

”میں تمہیں وقت دے سکتا ہوں... چیزی بولا۔“ وقت... گوگا... کیسا وقت... چیزی!“

”اس طرح یہاں داخل ہونے کے جواز میں کچھ کہنے کے لئے... چیزی!“ اُس نے خوفزدہ سی ہنسی کے ساتھ کہا!“ اُس امر میں ٹورٹ نے کہا تھا کہ وہ مکان اس وقت خالی ہو گا!... مل... لیکن مجھے لمیپ کی روشنی نظر آئی... اور...“ چیزی!

”یہ جواز تو نہ ہوا!“ مم... مطلب یہ کہ... میں یہاں اس کا پرس تلاش کرنے آیا ہوں...“

سچے بعد وہ سگار سلگا کر آرام کر سی میں نیم دراز ہو جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ بارش کے سورے سے فضا کو بخشنے لگی تھی...“

یک لخت بڑی بڑی بوندیں آئی تھیں اور پھر ان کا زور ٹھیک ہی گیا تھا! اس نے سگار سلگا کر لمیپ کی روشنی کم کر دی اور آرام کر سی کی ٹپٹکا ہئے کہ گیا!...“

غزان کی کھانی کے بارے میں وہ اپنے کو نیم دراز راتے قائم نہیں کر سکتا تھا!...“ سب پہلے تو وہ یہی معلوم کرتا چاہتا تھا کہ آخر اس دیراتے میں آرام کرنے کیا مقصد ہو سکتا ہے شہر کے آس پاس ہتھیری الیگنیں تھیں جہاں وہ ذہنی سکون حاصل کر سکتا...“ وہ آنکھیں بند کئے کہ سی پر نیم دراز تھا!... سگار کے جلتے ہوئے سے دعویں کی پہلی سی لیکھر نکل کر فضائیں بیل کھا رہی تھی!...“

دن عادہ چونکہ کریڈھا بیٹھ گیا... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس نے کسی قسم کی آواز سنی ہو! حالانکہ فضاء صرف بارش کے سورے سے گونج رہی تھی!...“ پھر وہ بڑی پھر تی سے اٹھا اور کھلے ہوئے دروازے کی اوٹ میں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا!...“

سانتے چھپوٹی میز پر کپڑہ میں لمیپ دھیمی نو سے روشن تھا!...“ دن عادہ فریدی کی جیب سے ریلوالور جھنی نکلی آیا!... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی ناویدہ دستی کے اچانک جملے کا منتظر ہو...“

بارش کے زور میں کمی ہوتی تھی!... اسے یاد آیا کہ اس نے صدر دروازے کی گنڈی نہیں لگاتی... اور اب یہ احساس لقین کی شکل اختیار کر چکا تھا کہ اس وقت اس مکان میں اس کے عملاء بھی اور کوئی موجود ہے...“

یہ خیال صحیح نکلا...“ لمیپ دروازے کے قریب اس نے کسی آدمی کی نیچر زدہ

نیز میں تو محض اتنی ہمدردی کے تحت اُس کی مدد کرنے پر آمادہ ہوا تھا! میرے نیٹ میں پہنچ کر اُس نے بتایا کہ اگر میں اُس کی مدد کروں تو شام وہ اپنا پرس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ اس کے بیان کے مطابق وہ تارجمہ سے ایک آدمی کے ساتھ شہر جلنے کے لئے روانہ ہوتی تھی جو اُسے کچھ دیر کے لئے اس مکان میں لایا تھا اور دوپھر کا کھانا انہوں نے یہیں بیٹھ کر کھایا تھا اور پھر شہر کے لئے روانہ ہو گئے تھے! شہر میں وہ ایک جگہ اتر گیا تھا!... وہ اس کا پتہ نہیں جانتی... نام بھی یاد نہیں رہا! مجھے اس نے بتایا کہ مکان اس وقت مغلل ہو گا! میں نے کہا میں تالا توڑ سکوں گا۔ بہرحال اس کا خیال تھا کہ پرس یا تو اس مکان میں کہیں گریا یا مسکان کی لپٹت والے جنگل میں جہاں وہ کچھ دیر کے لئے گئے تھے... خدا را بتائیتے کیا آپ وہی آدمی ہیں! اس مکان کے مالک... یا مجھ سے کوئی جرم سرزد ہوا ہے!—!

فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ خاموشی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ جا رہا تھا!

.....

جس میں اس کا پاسپورٹ اور ضروری کاغذات تھے!...“

”تو پھر کہ وہ ملاش کرو... میں تمہاری مدد کروں گا...“

”میرا خیال ہے کہ...“ وہ طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا...“

”کیا خیال ہے...“ فریدی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا اور وہ آنکھیں چرانے لگا۔ جو ان آدمی تھا... عمر زیادہ سے زیادہ سچیں سال رہی ہو گی بیوتت سے بُرا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا!... !

”شاید میں کسی جاں میں بھنس گیا ہوں...“

”اس کی وضاحت زیادہ مناسب ہو گی۔!“

”کیا آج آپ نے کسی امریکی ٹورسٹ ناقلوں کو یہاں مدعو کیا تھا!—“

”کہے جاؤ۔— اجھاں غلطی کر دے گے میں ٹوک دوں گا!—“

میں کچھ نہیں جانتا کیا چکر ہے... آج چار بجے شام کو...! ہوٹل ڈی خرالیں

پہنچائے پر رہا تھا! وہ آتی اوہ میری ہی میر کے قریب کر سی کھینچ کر بیٹھتی ہوئی بولی!—

”میں تمہارے دلیں میں اجنبی ہوں... تارجمہ سے آتی ہوں... اب یہاں سے بیدھی

اپنے وطن والپس جاؤں گی!...“ میں نے کہا آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔ پھر میں نے

اس سے اتنا دھاگی کہ وہ میرے ساتھ چلتے پہنچے!... اس نے کہا میں اس پر بھبھوڑ

ہوں کیونکہ اپنا پرس کھو بیٹھی ہوں جس میں نہ صرف ایک بڑی رقم تھی بلکہ صفر سے متعلق

ضرورتی کا غذات بھی تھے! میں نے افسوس ظاہر کیا اور اُسے اپنے ساتھ قیام کرنے کی

دعوت بھی دئی جو بلا غدر قبول کر لی گئی۔ میں سید استریٹ کے ایک فلیٹ

میں تھا۔ رہتا ہوں... بہرحال میں اُسے اپنے نیٹ لے گیا! وہ ایک اٹیشن ویگن

میں سفر کر رہی تھی!— اُس نے مجھ سے کما کر وہ اٹیشن ویگن تارجمہ میں بہت

سستی فریدی تھی اور وطن والپس جاتے وقت وہ اُسے مجھے تحفہ دے جلتے گی...!“

سرائے

بارش تو شہر میں بھی ہوتی تھی ا۔ لیکن الیس شدید نہیں جبکہ کچھ دیر پیشتر
فریدی بھیل چکا تھا!۔
اس وقت وہ دونوں شہر میں داخل ہو رہے تھے! فریدی نے وین کے نمبروں
سے اندازہ لگایا تھا کہ وہ عرفان ہی کی ہو سکتی ہے لیکن فی الحال آناؤنٹ نہیں تھا کہ
وہ لاک اپ سکے جا کر اس کی مزید تصدیقیں کر سکتا!...
زیدی کے ساتھ جون جوان سفرگرد رہا اس نے اپنا نام طارق بتایا تھا!۔
سید اسٹریٹ میں پہنچ کر فریدی نے گاڑی روک دی!... وہ خود ہی ڈرائیور
کرتا رہا تھا!۔

"میرے ساتھ آئیے!" طارق نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا!۔
فریدی نے اب تک اُسے اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا!
دونوں گاڑی سے اتر کر ایک عمارت میں داخل ہوتے...! طارق پروخت سی

ٹارق تھی! چلتے وقت اس کے قدم ڈگ کاربے تھے! ایک فلٹ کے سامنے رک کر اُس نے
دروازے پر دستک دینی چاہی۔ لیکن ہاتھ گئے ہی دروازہ کھلا چلا گیا! اسامنے والا کمرہ
بانکل خال تھا!۔

"آپ کہاں ہیں مخفرہ؟" طارق نے کمرے میں داخل ہو کر آواز دی! چند انگریزی
میں ادا کیا گیا تھا!۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا!۔ اُس نے پھر لپکارا اور آگے ٹڑھا چلا گیا!
دوسرا دروازہ کھولا! اسی طرح فلٹ کے تینوں کمرے دیکھ ڈالے لیکن لڑکی کا کہیں پتہ نہ تھا!
"اب فرمائیے؟" فریدی نے سرد لبھے میں کہا!

"لگ کیا... کیا... عرض کروں... سمجھ میں نہیں آتا!"
"فرعن کیجیے آپ کو پرس مل جی جاتا تو...!"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا!" وہ دونوں ماخنوں سے سر ٹھام کر ایک کسی پہنچتا ہو بولा.
"محبلا قانون کو اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ آپ کی سمجھ میں کچھ آتا جھی ہے یا
نہیں!"

"پھر بتائیے... میں کیا کروں...!"

"چپ چاپ میرے ساتھ حالات تک پہنچے! اکیوں کہ آج اس مکان میں ایک
قل ہو چکا ہے۔ اور وہ دین چوری کی ہے جو آپ کو سنجشی جلنے والی تھی...!"

"آپ مجھے خواہ مخواہ... خوفزدہ کر رہے ہیں!..."

"اگر وہ کوئی امر نہیں ٹوڑ رہ ہو تو آپ سے بھیک اٹھنے کی بجائے سید می اپنے
سفرت خانے کا رُخ کھوئی۔!"

میں نے بھی یہی سوچا تھا! لیکن پھر خیال آیا تھا کہ اُسے اپنا پرس مل جانے کی توقع

ہے اس لئے ابھی سفارت خانے سے رجوع نہیں کرنا چاہتی۔!"

"بھر حال یہ دین جس پر تم سفر کرتے ہے، ہو ایک جگہ سے جراحتی گئی عجی...!"

"گاڑی میں لے جائیں...!"

"یہت ہسترجناب - !"

پھر وہ فریدی کو رخصت کرنے کے لئے مڑک تک آیا تھا! فلٹ سے باہر آنے سے قبل فریدی نے ایک بار پھر فلٹ کے گوشے گوشے کا جائزہ لیا تھا! ...

"ایں - ! گاڑی... گاڑی... گاڑی کیا گئی؟ وہ بکھلا کر چاروں طرف دیکھا ہوا بولا۔" یہیں تو کھڑی کی تھی - !

دور دور تک کسی گاڑی کا پتہ نہیں تھا! -

"تم فلٹ میں واپس جاؤ۔" فریدی نے اس سے کہا۔

"یقین کیجئے جناب - !"

"جیجے یقین ہے۔"

وہ لاکھڑا تھے ہوتے قدموں سے مڑا اور عمارت کی طرف چلا گیا! -

پھر تقریباً دس منٹ بعد فریدی کو ایک خالی میکی مل تھی!

تامد سے میں ایک آئی لمبی چوڑی سورت نظر آئی کہ وہ ہمکا بٹکا رہ گیا! - اور

اس سورت کی "ہی ہی ہی!"

تو کسی طرح رکھنے کا نام ہی نہیں تھی! - حمید ایک اسٹول پر کسی بُت کی طرح بے حس و حرکت بیٹھا تھا! -

"یہ کیا بلے ہو دگی ہے چ؟" فریدی نے چلاہٹ میں حمید کو مخاطب کیا! لیکن اس کی پوزیشن میں کوتی تبدیلی نہ ہوتی۔ دیدے تک پتھراتے ہوتے سے معلوم ہوتے تھے... .

ذعفہ فریدی نے اس کی گردان دبوچی اور اسٹول سے اٹھا دیا! -

گھروالیں آیا تھا تو دسری حماقی میں پذیراتی کے لئے موجود تھیں!

"آپ کون ہیں - ! کیا آپ اس مکان کے مالک نہیں ہیں...!"

فریدی نے اپنا کارڈ نکال اس کی طرف بڑھا دیا...!

"کریم اے - کے فریدی! اس نے بہ آواز بلند اے پڑھا اور ہمکا بٹکا رہ گیا!

"یعنی... اس نے تھوک نکل کر کدا!" میں کسی بڑی مصیبت میں

چنس گیا ہوں...!"

"یقیناً - !"

کچھ دیر تک کمرے کی فضا پر سکوت طاری رہا پھر فریدی نے کہا "تم گردن تک

دلدل میں چنس گئے ہو! . . ."

"خدا کے لئے مجھے بتائیے جتاب درد میرا مستقبل تباہ ہو جاتے گا!"

"سول سو سو کا امتحان دیا تھا! بڑی اچھی پوزیشن سے پاس ہوا ہوں! اب

وہیوارہ گیا ہے! .. بکری صاحب .. مجھے بچائیے!"

وہ بڑی طرح گلڑا رہا تھا! . . .

"اچھی بات ہے! میں دیکھوں گا! - لیکن تم مجھے مطلع کئے بغیر شہر نہیں چھوڑو گے

صحیح...!"

"ہرگز نہیں - یقین کیجئے جناب .. ."

.....

اگر وہ شہر میں کہیں بھی نظر آجائے مجھ سے فون پر الٹہ تائم کرنے کی کوشش

کرنا! کارڈ پروو نمبر درج ہیں جن پر میں مل سکوں گا .. .

.....

مجھ تھا را کیس تر غراب ہو جانے کے خیال سے تھیں چھوڑ رہا ہوں دردہ اس کا

کوتی جوانہ نہیں! اکیونکا ایک سرو قہ کار تمہارے بیٹھنے میں رہی ہے .. .

"میں ہمیشہ احسان مندر ہوں گا جناب! .. آپ پولیس والوں سے مختلف ہیں."

کر دے گے۔!

”اور اگر میں نے آبا جان کو فون تردیا تو۔؟“

”تم ہمکو پیرگے اور وہ اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کرے گی اب۔“

”اے جاؤ۔۔۔ سالے وہی ڈوب جانے والا مشورہ دے گے۔!“

”مجھے نیند آ رہی ہے قاسم۔!“ حمید اٹھتا ہوا بولا۔

”میں جھی بھیں آلام پھر ماداں گی اب۔“ قاسم نے شرات آئیز بھی میں کہا۔

”و تمہارے ساتھ کام کوئی بستر موجود نہیں ہے۔۔۔“

”دولیسٹر ملا فرقا مام پل جاتے گا۔!“

بھر حمید اسے وہیں چھوڑ رہا پس خراب گاہ کی طرف چھپا تھا۔ قاسم نے اُس کا تعاقب ضرور کیا ایکین وہ اُسے کانی پیچے چھوڑنا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

کچھ دیر تک قاسم دروازہ پیٹا رہا چھر سنا ٹھا چھا گیا۔

انتہے میں فون کی گھنٹی بھی حمید نے رسیور اٹھایا۔۔۔ دوسری طرف سے فریدی کی آواز آتی۔۔۔ کیا الغوت پھیلائی ہے تم نے۔۔۔؟“

”خدا کی قسم آج میں نے نہیں بلایا اخود ہی آیا تھا۔ اکتنے لگائیں نے شلوار میں

الٹکٹ دالنا بھی سیکھ لیا ہے۔ اب ٹپ ٹپ ٹھیکرنے کے یہاں نوکری دلوادو ا

میں نے کہا دیا صرف عورتیں کام کرتی ہیں۔۔۔ کتنے لگا تمہارے لئے کیا مشکل ہے! بنا

دو مجھے عورت۔۔۔ بھیک اسی وقت آیا۔۔۔ بیا خیال آیا۔۔۔ آپ بھی میتے ممکن ہے آپ

بھی اس سے منتفق ہوں!۔۔۔ دوکان کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا پڑے گا۔۔۔!

اس کا اس سے بہتر ادرکوئی طریقہ نہیں کہ قاسم کو مادل بنایا جاتے۔۔۔ الیسی لحیم شحیم عورت آج تک نہ دیکھی گئی ہو گئی۔۔۔ اغراہہ صرٹ پہننا کر یعنی دروازے پر کھڑا کر دوں گا۔

”انہیں معاف کر دیجئے اے“ گرانٹیں عورت بولی ”میں نے کہا تھا ان سے الاقسم یہ تو نہیں بنا رہے تھے عورت۔!“

”تم یہاں کیوں آتے تھے۔۔۔؟“ فریدی اس پر اٹ پڑا۔

”میں اپنی جندگی سے ننگ آگیا ہوں۔۔۔!“ عورت بولی!

”آگئی ہوں ہے۔۔۔!“ حمید نے تصحیح کی۔۔۔

”ہوں۔۔۔! تو نزدگی سے ننگ آکر ساڑھی باندھ لی ہے۔۔۔“

”جی خاں۔!“

”بچہ بھی پیدا کرے گا۔!“ حمید نے گردہ لگانی اور بے تعلقی سے چھٹ کی طرف دیکھنے لگا۔

”اے مجاہن نہ اڑا و میرا۔!“

”قاسم کہیں تم پاگل نہ ہو جانا۔۔۔!“ فریدی بولا۔

”اللہ کرے میں تو سر ہی جاؤں!۔۔۔“

”چھاتی پر دوستہ طریقہ کر۔!“ حمید نے کسی نلمٹ دائر بھر کی طرح ہائک لگانی اور قاسم نے پسچھے وہ جملہ اسی حرکت کے ساتھ دوبارہ ادا کیا۔

فریدی حمید کو خونخوار نظروں سے گھوڑتا ہوا اندر چلا گیا۔

”اے تو ان کا قیا بچھڑا تھا۔۔۔!“ قاسم نے حمید سے پوچھا!

”اب جاؤ مجھے نیند آ رہی ہے۔!“

”۔۔۔! میں اس طرح گھر جاؤں گا۔!“ قاسم نے جیرت سے کہا!

”درکیا از رج ہے۔۔۔ بیوی سے بھی اس میک اپ کی داد و سوول کر لاؤ۔!“

”سالی دیخ کر جلتے گی۔۔۔!“

”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں۔۔۔ جیسے بھنے گی تو تم اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس

r
f
i
@
U
R
D
U
F
A
N
S
•
C
O
M

اس کے باقاعدے میں ایک بورڈ ہو گا۔ جس پر تحریر ہو گا۔ ”میرے ملبوسات کی لٹنگ آسان نہیں۔ لیکن یہ دیکھتے ہیں۔“

دوسری طرف سے فریبی کی زبردی سی ہنسی ستانی دی اور اس نے کہا۔ ”تو تمہیں سچیں آگیا ہے کہ میں پیشہ تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔“

”لفیاٹی نکتہ نظر سے لٹکن ہے...“ ہمید نے رفیبی کے لیج کی لفل آوارنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”انھی زبردست فائدگشی کے بعد مجھے دستِ خواں ہی کی سمجھیجے گی۔“

”بکھر ملتے۔“ سنجیدہ گل سے سخرا۔ ”وہ لڑاکی جس کا تذکرہ تم نے کیا تھا یہ تو تمہیں معلوم ہوتی ہے لہذا تمہیں ایک مرد کرکٹ کا بھی انتظام کرنا ہے۔ لیکن وہ قاسم نہیں ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہل کوئی مرد کرکٹ بھی ملازمت کی تلاش میں نہماں سے پاس پہنچے۔

اس بارہ سمت چکنا بھلے ہی تمہیں ایک مرد کرکٹ سنور کھانا چاہئے تھا!۔ خیر!۔ البتہ قاسم کے ماؤل یا ناتے جانے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے! لیکن اس پر تباہی شعیت ہرگز نظاہر ہونی چاہئے۔“

”میں سمجھتا ہوں... لیکن کیا آپ اس ذہین لڑاکی کو مجھ پر مسلط کرنا چاہتے ہیں میں نے سوچا تھا آج اُسے چھٹی دے دوں گا...!“

”ایسا ہرگز مرت کرتا!... کیونکہ اس پیشے میں تم قطعی نہ ہو!...“

”آپ کی اطلاع کے لئے۔ وہ لڑاکی بھی ماہر لفیاٹ ہے۔“

”تب کوہر قسم کی سنجیدہ گری کر سکے گی...! بہر حال اُسے رہنالہے! قاسم سلط گھر میں دندناتا چھر رہا ہے۔! اس کے لئے کوئی انتظام کرو۔!“

”میں تو سوچنے جا رہا ہوں!—“

”جہنم میں جاؤ۔!“ فریبی نے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اور ہمید نے لمبی تانی۔

”دہری صحیح وہ قاسم کو سوتا چھوڑ کر گھر سے نکل گیا! لیکن اس کے نام ایک پردہ چھوڑ جانے میں غفلت نہیں کی تھی!— اُس نے اُسے ہدایت دی تھی کہ وہ زمانہ بیاس میں ٹھیک دس بجے ٹپٹاپ ٹیکلڈر کی دوکان پر پہنچ جاتے!... ساتھ ہی فریدی سے کہتا گیا تھا کہ میک اپ رہی کر دے تو بہتر ہے اور چالاٹک میک اپ ہی اس کے خاردار گاؤں کی اصیلت چھپا سکے گا!...“

گھر سے چلہ جانے کے باوجود جھی دوکان پر کسی قدر دیر سے پہنچا! لڑکیاں دوکان کے سامنے منتظر تھیں!— رضیہ چمک کر بولی! ”بہت دیر سے لشريف لائے ہیں آپ! دوکان کی کنجی میسرے پاس بھی ہونی چاہتے ہیں!...“

**Scanned &
PDF by rfi**

”پیشہ آیا پہنگری رہا ہے! تھجیں کسی لپٹ میں کوئی خیاط نہیں ہوا ہے تو مقدر کی بات ہے کہ لیفٹینٹ کرنل کجھ عمدے سے ریٹائر ہونے کے بعد ٹیکٹ گٹ شاپ کی سنجھی حصے میں آتی ہے...!“

”ایک لفیاقی گمزوری!... آپ اس پیشے کو ذلیل سمجھتے ہیں! احساس برتری کا شکار یہ ہر ضرر آدمی کو پاگل پن تکڑے جا سکتا ہے...!“

”دوکان کھولنے دو گی یا...!“ حمید بھلاہٹ میں اس سے آگئے کہہ سکا۔
”وہ صحیح چیز... یہ غصہ آپ کو لے ڈویے گما...!“
اب خاموش رہو۔!

”حمد نے دوکان کھولی... سے اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئیں!— لیکن رضیہ حمید کے پاس آئی۔!

”کیوں...؟“ حمید نے پھار بھانے والے لیچے میں لوچھا...!

”کام ہو گا تو میں پر جا بیٹھوں گی!...“
 ”اور کام تھا ہونے پر اس کی اوور لانگ کر دگی!“ حمید نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
 ”یہ عجیب ضروری ہے... ورنہ آپ پورے کار و بار کو غرق کر دیں گے۔!“
 ”باس کو مجھ پر اطمینان ہے۔! تم فتحِ ذکر دو۔!“
 ”لیفٹینٹ کرنل صاحب یہ میدان جنگ نہیں ہے! درزی کی دوکان ہے،
 میں کاشن پر پڑیں کرتیں انہیں چلانا پڑتا ہے۔!“
 ”میرا اندازہ ہے کہ تم زبان کے علاوہ اور کچھ نہیں چلا سکتیں!...“
 ”کبھی کبھی ہاتھ بھی چلتے ہیں۔!“
 ”بدنیزی برداشت کرنا میرے لیے سے باہر ہے۔!“
 ”لیکن قیادہ کتا ہے کہ آپ سوورتوں کے سلسلے میں سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں!“
 ”صرف عورتوں کے سلسلے میں اتفاقات کی کتابوں کی الماری میری دامت میں سوچتی ہے۔!“
 ”آئتی گاڑھی اردو نہ یو یتے! میں نے اتفاقات انگریزی میں پڑھی تھی!...“
 ”جہنم میں گئی اتفاقات...!“ حمید نیز ہاتھ مار کر بولا۔ ”تم ہٹو پہاں سے۔!
 ہاتھ اتنے زور سے مارا تھا میز پر کروکے جھل پڑی تھی!... پھر تشویش کرن انداز میں اپنی خپڑ دیکھ کر بولی تھی!“ دورانِ خون نیز ہو گیا! اتفاقات نکتہ تنظر سے اعصابی... نظام...!“
 حمید اتنی دیر میں دوکان چھوڑ کر نٹ پا تھوپر آیا تھا۔!

کون کی لفڑی بھی!۔ فریدی نے ریسیور اٹھایا۔... وہ سری طرف سے کسی نے اس سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔!
 ”آپ کون ہے؟“ فریدی نے پوچھا۔
 ”طارق۔ کرنل صاحب سے بس آتا کہہ دیجئے!“
 ”طارق۔ اُوہ۔ یہ میں ہی ہوں۔!“
 ”کرنل صاحب۔ ایسی وہ پھر آتی تھی!۔ لیکن گاڑھی کا رنگ بدلا ہوا تھا...“
 وہی بھیتیں ہے کہ یہ وہی دینِ حقیٰ ہیں میں ہم نے کچھلی رات سفر کیا تھا!... نمبر پلٹ بھی مدل دی گئی ہے انبرتوٹ فرمائیے! اسکے اے۔ ایف ایک تین چار چھوٹ۔!“
 ”ایک سینڈ ٹھہر وو۔!“ فریدی نے کہہ کر پیل اٹھا تھا اور سامنے پڑے ہوئے ہیں!
 ”پہلی پریمر تحریر کئے اور چھر بولا!“ گاڑھی کا رنگ کیسا ہے،...!
 ”چھت سرستی! اور لبقیہ حصہ گھرا سیاہ...!“
 ”اس وقت کیوں آتی تھی اور گاڑھی اس طرح نامناسب ہو جانے کا کیا جواز پیش کیا تھا!“
 ”اس کا ایک ہوٹن یاد آگیا تھا جو شہر ہی میں تھیم ہے!۔ اس کی تلاش میں چل گئی تھی!... وہ مل گیا! اس کے ڈرائیور کو میرا پتہ بتا کر بھیجا... گاڑھی کے نمبر بھیجا کر انداز میں اپنی خپڑ دیکھ کر بولی تھی!“ دورانِ خون نیز ہو گیا! اتفاقات نکتہ تنظر سے اعصابی... نظام...!“
 حمید اتنی دیر میں دوکان چھوڑ کر نٹ پا تھوپر آیا تھا۔!

”کوئی بات نہیں!... بہر حال تم نے بردت مجھے اطلاع دی! اس کا شکر یہ ہے
لئے اچھے معاون ثابت ہوئے ہو!“

فریدی نے سلسلہ منقطع کر دیا! تھوڑی دیر تک کچھ سوپاڑا پھر کسی کے نبڑا ایسی کٹے!
اور طارق کے پیاسے گاڑی کے نبڑا ہراتے ہوئے کہا! دین کی چوت سری ہے!
اور تفہیہ حصہ سیاہ... خاص طور پر نظر کھی جلتے۔ ریڈ یوکارس کو اطلاع سے
گئے تھے! - ان کی جیپ خراب ہو گئی تھی۔ جنگل میں بھٹکتے چھر رہے تھے...!

سلسلہ منقطع کر کے اُن نے سگار سلگایا اور سامنے رکھے ہوئے فانیل کی درن
خود انی بھرتے لگا! -

اس کی دلائی میں اس عورت نے طارق پر نہ صرف کچھی رات والے واقعات
کا روشن عمل معلوم کرنا چاہا تھا بلکہ اس کا اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی اُن واقعوں کے
بعد عرفان پر کیا گذری... کیا وہ پولیس تک خود ہی جا پہنچا ہو گا۔
دیے عرفان کی کہانی تو آج کے اخبارات کا خاص موضوع ہتھی! اور کھلے ہوئے

الفااظ میں اس کے عراست میں لئے جانے کی تشویہ کی گئی تھی... -

لیکن ساتھ ہی تکمہ سراج سانی کے ذمہ دار آفیسروں کا یہ نظریہ بھی بیان کیا گیا
تھا کہ یہ کس قسم کی پیش بندی بھی ہو سکتی ہے!... ممکن ہے کہ وہاں سب سے کسی
لاش کا وجہ ہی نہ رہا ہو! - ایسی کوئی عورت عرفان سے نہ فکھ راتی...!
فریدی کو اس خبر کی ترتیب پسند آئی تھی! - اس نے عجید کی محنت کی داد دینے
کے لئے فون پر دو کمان کے نبڑا ایسیل کئے! -

”کہو دو کماناری کسی ہو رہی ہے!“

”لا جاپ!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ اب کسرا اس بات کی سہ گئی ہے
کہیں بھی ساری پیٹ کر اس لٹکانی گفتگی میں شامل ہو جاؤں... اربے دماغ چاٹ

”پھر وہ اس وقت کس لئے آئی تھی!“
”یہ معلوم کرنے کے لئے کہ پس ملایا نہیں! افضل توڑنے میں کوئی دشواری تو پیش
نہیں آئی تھی!... میں نے کہا پرس تو نہیں ملا! افضل بھی آسانی سے ٹوٹ گیا تھا ایکین
خود میرا ایک کام نکل گیا!... اگر میں اتفاقاً اس مڑک سے نہ گزرتا تو میرے ایک
غزیز کو سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا! - وہ انہیں اطراف میں شکار کھینے
گئے تھے! - ان کی جیپ خراب ہو گئی تھی۔ جنگل میں بھٹکتے چھر رہے تھے...!
متذرا دیکھ بارش بھی ہونے لگی تھی! - بہر حال میری وجہ سے شہر تک پہنچ سکے!
”تم ہاتھ ذہن معلوم ہوتے ہو طارق... تم نے بہت اچھا کیا!... لیکن
تیس اس کا خیال کیسے آیا تھا!...“

”اس طرح اچاہک گاڑی کے غائب ہو جانے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ نیاٹ
سے چلنے کے بعد بھی اس پاس ہی نہ ڈلاتی رہی تھی۔ لہذا اُس نے آپ کو میرے ساتھ
ضور دیکھنا ہو گا۔!“

”بہت اچھے!“

”سوں سروں کے اتحان کے لئے ذہن کو مخصوص قسم کی تربیت دینی پڑتی ہے۔
امیدواروں میں کم از کم اتنی سوجھہ لو جھو تو ہوئی ہی چاہئے!“

”یقیناً! - اچھا تو پھر تمہارے اس جواب پر اس نے کیا کہا!“

”کچھ نہیں...! تھوڑی دیر تک کچھ سوچنے رہنے کے بعد بولی تھی کہ اب اُسے
سفرت نہانہ سے دوبارہ غزی پچی کرنی پڑے گی!... میں نے اپنی خدمات پیش کی تھیں
۔۔۔ اسکر اکر شکر یہ ادا کیا گیا تھا! میں نے پوچھا تھا کیا وہ پھر ملے

گل... براپ میں اس نے کہا تھا بشرط فرض اور چلی گئی تھی... میں مجھ سے ایک غلطی
ہوئی ہے... کہیں نے اس کا موجودہ پتہ نہ پوچھا!“

کر رکھ دیا ہے اس ماہنگیت نے میرا... پتہ نہیں یہ کس سنتے عیسیٰ کے گناہوں کی
مزامل رہی ہے...!"

"بکوت... بخیدگی سے منو...! اقرب سے تم اندازہ کر سکو گے کتل کی زنجت
تبديل کی گئی ہے..."

"ارے تو میہی دوکان کس حکیم نے لکھ دی ہے نسخے میں - اے خدا غارت
محبے تمہیں نفیات کی بچی...!"

"کیا کہ سہے ہو...?"

"معاف کیجئے گا آپ سے غماطہ نہیں تھا اے کل کہ اکیلے وہی دماغ چاٹتی ہی

"لوہہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے نگ و نام ہے۔! صاحب اس سے بھرت تو

"یہ تھاکہ آپ مجھے ایک بھینس خرید دیتے اور ہمیں یہ خرد خرید لیتا...!"

"عرفان والی کی بیٹیگ سکے سلسلے میں مبارکباد قبول کرو -!"

"مسلطی رہتے ہیں... ہاں تو... وہ امریکن...!"

میرا خیال ہے راب اُسے متفاہی میوریات ہی میں وجا جا بائے گا! ۔۔۔ نیز

ہے...! صورت سے بغیر طبق معلوم ہوتی ہے... کسی صدیدہ نسل سے متعلق... ۔۔۔

امریکی بیتے میں انگریزی بولتی ہے... اور اردو پڑھی کسی اہل زبان ہی کی طرح قادر

ہے بال افراد کی زنجت کے ہیں! ٹھوڑی پر بائیں جانب ابھرا ہوا سڑخ رنگ کے کھائل

ہے... بالوں کی زنجت تبدیل کی جا سکتی ہے اور سڑخ رنگ والالی ہی بیاہی اختیار

کر سکتا ہے...!"

"پھر...!"

"ایک اصول نباو...! غیر ملکی عورتوں کے ملبوسات کی پیاسش تم خود ہی کرو گے!"

"راب آپ میری قبر کی ناپ بھی ملا خلذ فرمائیے...! لمیاتی...! چھ فٹ اور

چھوڑاتی ڈھاتی قٹ...!"

"نهیں جتاب — متعامی ہی معلوم ہوتی ہے...!"

کر رکھ دیا ہے اس ماہنگیت نے میرا... پتہ نہیں یہ کس سنتے عیسیٰ کے گناہوں کی

"حوالہ بلند رکھو... جیت تمہاری ہوگی!...!"

"اگر میں باقی بچاتو...!"

"بہت دل برداشتہ معلوم ہوتے ہو...!"

"دلیاولیا...!"

"تمہیں کیا تکلیف ہے...?"

"لوہہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے نگ و نام ہے۔! صاحب اس سے بھرت تو

"یہ تھاکہ آپ مجھے ایک بھینس خرید دیتے اور ہمیں یہ خرد خرید لیتا...!"

"عرفان والی کی بیٹیگ سکے سلسلے میں مبارکباد قبول کرو -!"

"پسند آتی -!"

"بہت زیادہ۔ اچھا دیکھو! تمہیں حسوسیت سے ایک لڑکی کوڑہ میں رکھا

ہے...! صورت سے بغیر طبق معلوم ہوتی ہے... کسی صدیدہ نسل سے متعلق... ۔۔۔

امریکی بیتے میں انگریزی بولتی ہے... اور اردو پڑھی کسی اہل زبان ہی کی طرح قادر

ہے بال افراد کی زنجت کے ہیں! ٹھوڑی پر بائیں جانب ابھرا ہوا سڑخ رنگ کے کھائل

ہے... بالوں کی زنجت تبدیل کی جا سکتی ہے اور سڑخ رنگ والالی ہی بیاہی اختیار

کر سکتا ہے...!"

"غیر ملکی عورتوں کے ملبوسات کی پیاسش تم خود ہی کرو گے!"

"راب آپ میری قبر کی ناپ بھی ملا خلذ فرمائیے...! لمیاتی...! چھ فٹ اور

چھوڑاتی ڈھاتی قٹ...!"

”سوچ آن رکھو۔！”

”او۔ کے سر۔！”

فریدی نے کاہیک کر کے پار کنگ شرٹ سے نکال اور اُسے چھاہک سے گزارتا
ہوا سڑک پر آگیا۔

ریڈیو کا سوتھ کھلا ہوا تھا۔

”کس بنا پر مقامی معلوم ہوتی ہے۔！”

”یہ معلوم کرننا پڑے گا!... ہم نے ایک ریڈیو کا رسے رالبٹر قائم کر کر کاہیتے...“

”یہ ہولڈ ان سکتے ہوں...!“

”خود ریڈیو کا خاموشی رہی پھر آواز آئی۔“

”ہیلو۔！“

”لاؤ... کھو...“ فریدی بولا۔

”وہ ساری میں بلبوں ہے۔ آنکھوں پر تاریک سیشیروں کی عینک ہے۔ چبے
کی زنگت سفید۔ بالوں کا زنجک سیاہ...!“

”اب وہ کہ جا رہی ہے...!“

”عابد روڈ سے تھرٹھنی اسٹریٹ میں مڑی ہے...!“

”اچھا... اس ریڈیو کا روڈ کو اطلاع دو کہ میں تین منٹ بعد اس سے براہ راست ریٹ
قائم کر لوں گا!... سوتھ آن رکھتے۔!“

ٹیکن فون کا سلسہ منقطع کر کے وہ اٹھا اور کمرے سے نکل کر پار کنگ شیڈ کی
طرف چل پڑا۔

ایک ریڈیو کا رسے کا دروازہ کھول کر انہر مجھے ہوتے بڑی تیزی سے انجمن اٹارٹ
کیا۔ اور ریڈیو کا سوتھ آن کر کے... مانیک میں کہا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ہیلو۔“ فریدی اپسکنگ۔!

”یہ سر۔!“

”دوسری طرف سے آواز آئی۔!“

”پرینڈٹ پرنسپلشن۔!“

”وہ سے پول ہوٹل میں داخل ہوتی ہے خاہ۔!“

کا حساب کر دے گا۔ اب اس کی عذر درست باقی نہیں رہی!“
 ”یہ تیسے ممکن ہے... ایں تو نہیں... جاؤں نا... اورر... غنی -!
 ”بورڈ ادھر رکھ دو!“ حمید نے ڈانٹ کر کہا تھا!
 ”ابھی تو قچھ ہوا ہی نہیں بورڈ کیسے رکھ دوں...!
 ”لکیا نہیں ہوا -!
 ”مطلوب یہ کہ دھند لازمی چلا کہاں ہے...؟“
 ”بس آئنی ہی پبلیٹی کافی ہے...!
 ”توں تھا ہے...!
 قاسم نے اس طرح کہا تھا جیسے اس سلطے میں دہ خود بھی
 کوئی ملائی رکھتا ہو۔

”اسے دماغ تو نہیں علی گیا تمہارا -!
 ”ختم کیتے!... برصغیر یعنی بچاؤ کی غرض سے بولی تھی۔ کچھ دن اور سوی آخر
 آپ آناگبراتے کیوں ہیں۔ لفیاقتی نکتہ نظر سے...!
 ”لفیاقتی نکتہ نظر کی ایسی کی میسی! تم کیوں داخل اندازی کر رہی ہو!
 ”میں بھی مناسب سمجھتی ہوں کہ یہ ماذل کچھ دنوں اور کام کرے اس کے بعد میں
 خود اس کے لئے کوئی دوسرا کام ملاش کر دوں گی۔ مجھے ہمدردی ہے۔ اس بیماری
 سے...!
 ”ہے نا...!
 قاسم کی بانچیں کھل گئیں!

رصیہ پھر فراکوں کے گلے بنانے لگی تھی! وہ صرف گلے ہی بناتی تھی۔ خود کو اس
 کی اپشنلٹ کہتی تھی۔
 اس وقت وہ بینکار بیٹھی کچھ کر رہی تھی۔ پیشانی پر سلوٹیں تھیں اور ہونٹ کی
 ند سکڑے نظر آ رہے تھے...!

rfi@urdufans.com

کارکارا حادثہ

ایک ہفتہ کے اندر ہی اندر اتنا کام آگیا کہ حمید کے ہاتھ پر چھوپ لگتے! اس کی
 دانست میں وقت پر اُن کا پورا ہوتا محال ہی تھا ارفیہ حکمتی رہتی۔ اس کی یو کھلا مہموں
 کا مضمکہ اڑاٹا قی اور وہ تاو کھاتا۔ rfi@urdufans.com
 قاسم بھی بدستور موجود تھا!۔ دوکان کی پبلیٹی کا باعث وہی تو تھا!۔ ایک سرخ د
 پسید چشم تھیم عورت جو عمر توں کو اس طرح ندیے سے پن سے گھورتی کہ وہ جھینپ
 کر دوسری طرف دیکھنے لگتیں اور اس کے دانت نکل پڑتے!۔
 در داڑے کے تریکھڑا ہوتا۔ جسم پر کبھی صاری ہوتی اور کبھی غزارہ سوٹ...
 پبلیٹی کا بورڈ اٹھاتے کبھی کبھی لیسٹر تا بھی دکھاتی دیتا۔۔۔ ہاتھ دکھاتے
 لیکن حمید کا حکم تھا کہ ایک گھنٹے کے دفعے ہی سے وہ اپنے ہاتھوں کی پوزیشن
 بدل سکے گا...
 آج بھی صبح دنوں میں چھترپ بھی ہوتی تھی۔ حمید نے کہا تھا کہ وہ اس

و دمری لکلیاں اپنے کاموں میں مشغول تھیں۔ کرٹ سائنس پڑسے ہوتے کپڑے پر نشانات لگا رہا تھا... اور نید دانتوں میں پاپ برباد پر تفکر انداز میں تا اسم کا جائزہ لے رہا تھا جس نے ابھی ابھی پوزیشن تبدیل کی تھی ۱۰۰ وہ سوچ رہا تھا اگر قاسم اسے پہچان لے تو اس کا ردیب کیا ہو گا...!

دیستے قاسم کی وجہ سے ایک الجھن ٹرھ گئی تھی۔ وہ تھی اس کی فہمی رو جس کے تحت وہ خود کو سمجھی نہ کر بولتا تھا اور کہی موتت! حمید کا جمال تھا کہ رضیہ اس کے باسے میں مظلوم نہیں... پھر زناز اور مردانہ آوازوں میں بھی نہیں و آسمان کا فرق ہوتا ہے...! قاسم بعد لاپنی آواز پر قایلو کیسے پاسکتا جب کہ خون بھی قایلو میں نہیں تھا!...

بھر حال حمید کے لئے ایک پریشان کن مسئلہ تھا...! وہ چاہتا تھا کہ اب قاسم کو چلتا کرے۔ دوکان کی خاصی پلٹی ہو چکی تھی... اور وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس دوکان کے قیام کا مقصد بسیجی تجارت ہی ہو گا...! اکسی خاصی ایکھم کے تحت ہی ایسا ہوا تھا...!

زیری کی پرانی عادت تھی کہ لفیٹش کے دوران میں کسی خاص بیٹھے پر پہنچے بغیر اپنے بعض افعال کی ونشافت نہیں کرتا تھا...!

حمدید خیالات کی رو میں بہتراء...!

”لے مجھے اس طرح کیا گھور ہی ہو...؟“ اس نے رضیہ کی آواز سنی اور چونک پڑا۔

قاسم کے دانت نکل ٹپے تھے اور وہ اب بھی رضیہ ہی کی طرف دیکھے جا رہا تھا...!

”اوھر کیوں دیکھو رہی ہو...؟“ حمید نے قاسم کو لے کارا...!

”آخیں بچوڑ دو۔!“ قاسم جبل کر بولا! ”قیوں نہ دیکھوں...!“

”پھر ماروں کی سر بچپٹ جانے کا...! رضیہ چنچانا۔

”لفیاتی پھر...!“ حمید سر بلکر بولا۔

”ہاں... ہاں... لفیاتی...!“ رضیہ جھتا کر بول! ”اس حرامزادی کی خصی بدل جائے گی...! دیکھے گا...!“

”تیا... قہا... حرامزادی...!“ قاسم نے غصیدے بچے میں کہا۔ پھر ہنس پڑا اور بولا۔

”بتو حرامزادی ہو دو بڑا مانے...!“

”خاوش رہو۔ حامشش رہو...!“ حمید جلدی سے بول پڑا۔ درز ہی جا ہے بھٹیا رخا نہیں...!“

”قاسم ہستارہا۔“

رضیہ حمید سے بولی ”اب میاں یا میں رہوں گی یا یہ...!“

”اے داہبی...!“ قاسم نے ناک پر انگلی رکھ کر لپکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ابھی میری ترپیداری کر رہی تھیں اور اب آپ سے باہر ہو گئی اللہ تیری گدرت...!“

”یہ میرا فیصلہ ہے جواب...!“ رضیہ نے حمید سے کہا!

”لفیاتی بخڑ نظر...!“ سے...!“ حمید نے کہا!

”میں سنجیدگی سے کہہ رہی ہوں اور آپ بھی سنجیدگی سے سنتے!“

حمدید جواب نہیں دے پایا تھا کہ ایک گاہک دوکان میں داخل ہوئی! ادھر عمر کی پُرد تاریخوت تھی۔! لمبی سی قریبی ماؤں کی ایک گاڑی سے اتری تھی...!

فرم بنتے گا... بات دراصل یہ ہے کہ یہ رٹکی نقیبات کا شکار ہے... میں ان مردیوں
کو دوبارہ بناؤں گا...”

”میں تو ہرگز نہیں بناؤں گی...”

”تم پھر بولیں...“ حمید کو سچ پنج غصہ سمجھا تھا...!

”تم ایسے بدتریز لوگوں کو رکھتے ہی کیوں ہو...!“ عورت نے رضیہ کو خونخوار نظرؤں
سے گھورتے ہوئے کہا۔

”اے...!“ دفعتاً قاسم کی لکھائی سنائی دی! پنج درمیجھ کہنا اچھا...
نہیں تو...!“

”تم سب بے ہمدرد ہو...!“ عورت نے پنج کہا! اُسے دھیک کردا پھر
میں کل اپنے ملازم کر جھوٹیں گی۔ تیار ہلے...!

”بھی بہت اچھا... محترم...!“ حمید نے پڑے ادب سے کہا!
عورت رضیہ کو خونخوار نظرؤں سے گھورتی ہوتی چلی گئی...

حمید اس وقت تھی بھول گیا تھا وہ حقیقتاً کون ہے... رضیہ پر امن شدت سے
غصہ آیا تھا کہ اُس میں اور ایک درزی خانے کے بھڑکے ہوتے منتظم میں کوئی فرق
نہیں رہ گیا تھا!—

”میں اب تمہیں نہیں برداشت کر سکتا!“ وہ غصہ سے ہاتھا ہوا بولا۔

”ہم دونوں قورخنا پڑے گا...!“ قاسم باہر سے غراہیا۔

”تم چپ رہو...!“

”اے... جیاں سنبھال کے... ورنہ انہاؤں گما کر سی سے اور توڑ مردڑ کو
ٹرک پر چینیک دوں غما... غمی... غمی... غمی...“

”آپ لوگ جھگٹا نہ کریں...!“ ایک رٹاکی بڑے نرم لمحے میں بولی یعنی کام اب

”میرے کپڑے...!“ اُس نے حمید سے کہا!

”بھی ہاں... تیار ہیں...!“ حمید کی سجائے رضیہ نے جواب دیا اور اٹھ کر شو
کیس سے ایک جوڑا لکھا۔...

عورت کچھ دریک جوڑے کا جائزہ لیتی رہی پر کھٹکھٹاٹی ہوئی آواز میں بولی اُسے
مردیاں بنائیں میں شوار کی یا موگاں کے پا پڑھ لیے ہیں!“

”میں نہیں سمجھی محترم...!“

”بکرم ہے اس میں...!“ عورت غزانی۔

”بھی ہاں...!“ رضیہ نے کہا۔

”ہے سرا بر جو اس ہے...!“ عورت نے حمید کو مخاطب کیا!

”وہ کیا جائیں...!“ رضیہ بولی ”میردیاں میں نے بنائی تھیں...!“

”تیڈ تو بہتر سی ہو گا کہ تم نہ بنایا کرو...!“

”کیا میں اڈ پھر کر دکھا دیں بکرم آپ کو...!“ رضیہ نے بھی کسی دفتریز ہو کر کہا!

”نہیں نہیں تم خاموش رہو!...!“ ممکن ہے یہ خالون درست کہہ رہی ہوں!“ حمید

جلدی سے بول پڑا!“ آپ کلے یہیں کامیاب ہیں دوسرا بکرم سکھوادوں گا...!

”دہ کیا کہتے ہیں...!“ گھوڑے کی دم کے بالوں والا۔

”اور سیلاناں کر دے...!“

”اچھا پھر جیسے آپ فرمائیں...!“

”میں کہتی ہوں اس میں بکرم نہیں ہے! یہ لایک جھوٹ بولتی ہے...!“

”بھت ہو چکا...!“ رضیہ تیور بد کر بولی۔ ”بہتر ہے آئندہ آپ کیں اور

سلوائیں...!“

”ارے ارسے... دماغ تو نہیں چل گیا!“ حمید بوكھلا کر اٹھ کھڑا ہوا...“ معاف

r
f
i
@
U
R
D
U
F
A
N
S
•
C
O
M

”تھی...“
 پاپ کے مزید دو تین کش غصے کو بالکل ہی زائل کر دینے میں محمد و معاویہ شاہست
 ہوتے اور اس نے مسکرا کر کہا ”اگر تم نقیاتی نکتہ تظرے اپنے الفاظ والپس لے
 لو تو میں...“
 ”میں اپنے الفاظ والپس لئتی ہوں...!“ رضیہ نے سراٹھا کر کہا
 ”الا قسم بالکل بے وترت ہو تو...!“ قاسم بلے ساختہ بول پڑا ”میں تو اپنے
 الپھاچ والپس نہیں لون گئی...“
 ”میرے اُسے نظر انداز کر کے بولا۔“ میرا خیال ہے بکرم والا کام تم فرزانہ ہی کے
 پسروں...!
 ”مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے...!“
 ”جہتی تیری کی...!“ قاسم نے پیڈٹی بورڈ پھینک کر اپنی رانو پر دیکھڑھلایا
 اور جبکہ رفیہ کو گھورتے رہنے کے بعد بولا ”بہت بُجدل ہو... الفاظ یعنی والپس
 لئے اور اپے کوئی اعتراض یعنی نہیں ہے...“
 ”اس کے تم اپنا کام کرو میرے پیچھے کیوں پڑ گئیں یوں...!“
 ”اے جان سنبھال کے... بُوا ہو گئی تم...“
 ”ٹھیک ہے ٹھیک ہے... تم تو باؤ ہو!...“ رضیہ ہنس پڑی۔
 ”یہ تم نے بورڈ کیوں گردیا!...“ حمید نے آنکھیں لکھاں۔
 ”اپسوس کے مارے...“ قاسم نے سڑا سامنہ بنائے جو اپے دیا!
 ”اٹھا د بورڈ...!“
 قاسم نے چک کر بورڈ اٹھایا...! لیکن بورڈ سیست دوبارہ یہ دھے ہوتے
 وقت تو ازن قائم نہ رکھ سکا!... چلا آیا۔ منہ کے بل پیچے!...“

”میں کیا کر دیں گی... میرے کام سے آج تک کسی کو بھی شکایت نہیں ہوئی...!“
 اس لاکر کا نام فرزانہ تھا!۔ بہت ہی کم سخن تھی... حمید نے تو اپنی کہا اسے
 فقیر لگاتے بھی نہیں دیکھا تھا!... بہت زیادہ ہنسی کی بات ہوتی تو اسیں بونتوں
 میں خیف سا کھپا و پیدا ہو جاتا...! میں سکراہٹ بھی سمجھا جا سکتا تھا اور
 درمرے ہنسنے والوں کی بے عقلی پر ماقم جھی...
 ”نہیں! اس گدھی کی بیچی کی موریوں میں تو بکرم میں ہی رکھوں گی!“ رضیہ نے کپکاٹی
 ہوتی آواز میں کہا ”اس کے بعد پھر جو چاہے انتظام ہو!... پلاسٹک کا بکرم
 رکھوں گی تاکہ پیس کرتے وقت مزہ آ جائے مجھم صاحبہ کو!“
 ”کیا میں اتوکما پچھا ہوں!“ حمید جھلکاہٹ میں مرے پاؤں پکبل کر رہ گیا۔
 ”میں اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتی!...“
 ”میں بھی نہیں قہر سکتی!“ قاسم نے شرات آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا ”یعنی
 اگر مجھے یہاں سے نقا لایا تو اتنا ہی پڑے گا!“
 ”شتاپ...!“
 رضیہ نے قاسم کو اشارہ کیا کہ وہ خاموش رہے! بات اس کی سمجھ میں بھی آ
 گئی اور وہ ہٹ پھینکنے ہوتے ٹرک کی جانب مڑ گیا۔
 ”اس کے بعد سناٹا چھاگیا تھا...“
 حمید کچھ دیتک بے حس و حرکت بیٹھا رہا پھر پاپ میں تباکو بھرنے لگا!...
 دو تین کش لینے کے بعد اُسے خیال آیا کہ وہ درزی نہیں یکل ملکہ سرا غرسانی کا ایک
 ذمہ دار آفسر ہے اور چونکہ یہ کسی قسم کا ڈرامہ ہی ہے اس لئے کبھی کبھی اس قسم
 کا یچھل پچھا اُسے ناگوارہ گذرا چاہئے!“
 ”اس نے رفیہ کی طرف دیکھا جو میں کے قریب سر جھکاتے بیٹھی کچھ سوچ رہی

اس کی نجگانی کرا رہا تھا لیکن ابھی تک کسی کو بھی موقع نہ مل سکا تھا کہ فریب سے اس کی
شوہری کے نیل کا جائزہ لیتا! دیلے سیاہ رنگ کا نیل دور سے بھی دیکھا جا سکتا تھا!
بالوں میں لگا ہوا خدا اپنی اعلیٰ درجے کا تھا! کوئی نہیں کہ سکتا تھا کہ اس کے
بالوں کی اصل ننگت سیاہ نہ ہوگی۔

اب وہ اُس دین میں بھی نہیں دیکھی جاتی تھی جس کے باہم میں شہد تھا کہ وہ
عفان کا راستہ کی ہو سکتی ہے۔ آج کل اس کے پاس سرخ زنگ کی چھوٹی سی اپنی
کار بھتی۔!

اس وقت بھی وہ سرخ زنگ کی گاڑی تار جام والی شرک پر تیز رنگ ای
کے روپ کا رد توڑ رہی تھی اور خود فریدی اس کا تھا! اس کے علم تھا
کہ وہ تار جام جائے گی۔!

پہلے دن اس کی نجگانی کرنے والوں نے اطلاع دی تھی کہ ایک آدمی سے ملتے
کہ لئے تار جام جائے گی! اطلاع دینے والے نے بہت تریب سے وہ گفتگو سنی
تھی جس کے مطابق دونوں تار جام میں ملنے والے تھے!...

فریدی کو اس کی قیام گاہ کا علم بھی تھا!... اس ایک ہنسنے کے دوران میں اس
لڑکی کے سلسلے میں بہت کچھ ہوا تھا!... حکمراء غسانی کے ایک فلم جو افرانے اپانی
کیمرے سے اس کی تصویر لی تھی... یہ تصویر عفان کو دکھائی گئی... عفان نے بتایا کہ
وہ اس دار دات والی لڑکی سے کسی قدر مشاہدہ رکھتی ہے... بالوں کی ننگت اور
تل کے باہم میں فریدی کو عفان جی نے بتایا تھا اور طارق نے بھی اس کی تصدیقی کی
تھی۔ لیکن اپانی بھرہ تصویر میں تل کو واضح نہ کر سکا! فریدی کا خیال تھا کہ کسی قدر
مشابہت والی بات کیمرے کے غلط زاویے کی بتا پر تھی۔ اگر زاویہ صحیح ہوتا تو عفان
اسے یقینی طور پر سچاں لیتا۔!

آس پاس کے لوگ دوڑ پڑے...
لڑکیاں بے تحاشہ ہیں۔ ہی قصیں اور قاسم چنگھا ٹرکا تھا! لکھردار جو قصیٰ نے
ہاتھ لگایا... دور ہٹو... دور ہٹو... میں کھڈا دمہ جاذب غی... غیرے
غیرے باپ پر لغ...“

بدقت تمام اٹھا اور بورڈ کو ایک شمارے رکھ کر دوکان کے اندر چلا آیا...
”اب قصیٰ کے منہ سے نہ چھوٹے غاک میں بھی برا سآڑا کروں!“ وہ ہانپتا
ہوا بولا۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ کر پہلے سے بھی زیادہ ہانپتے لگا!

اتنے میں فون کی گھنٹی بھی حمیدا ٹھکر اندر ورنی کمرے میں چلا آیا...
”ہیلو!“ ناؤخہ پسی میں پاپت کا دھواں چھوڑتا ہوا بولا۔

”قاسم کوہاں سے ہنا وو...“ دوسری طرف سے فریدی کی آواز آئی...
”میرے بیس سے باہر ہے بالڑیہ مرتے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ میں پیجت کوشش
کر رہا ہوں کہ اب اس سے نجات مل جاتے...“

”میں ایھی بلواسے لیتا ہوں...“

”شکریہ... بہت بہت شکریہ...“

”ادر کوئی خاص بات...“
”ایھی تک تو ایسی کوئی عورت نظر نہیں آئی جس کا تند کرہ کیا تھا آپ نے؟
وہ ایس کی نکر نہ کر... ایس وہ میری دسترس میں ہے!“ فریدی نے
کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہوتے کی آواز آئی۔

ادروہ گورت تو چلا دہ تھا! اور ادھر گئی! ایک ہنگتے سے فریدی

فاسدہ زیادہ سے زیادہ دُبڑھ سو گز رہا ہو گا! — فریدی نے یہی زندگانی قائم رکھتی!

●
ایک بڑی خوش لباس اور خوبصورت لڑکی قاسم سے سرو گوشی کر رہی تھی!
قاسم کافی پچھے بجکہ کہا بنا بایاں کان اس کے منہ کے قریب لایا تھا اس سرو گوشیوں کے
دوران میں وہ کبھی الودع کی طرح دیدے نچانے لگا اور کبھی بے ساختہ اس کے داشت
نکل پڑتے اور کسی بات کے اعتراض میں سر تو مستحق طور پر ہٹے جا رہا تھا! —
حیثی کی انکھیں حیرت سے پھیٹی ہوتی تھیں! ... اور کام کرنے والی لڑکیاں
بھی کچھ کم متین ہیں عقیلی! —

دنعتاً قاسم سے سرو گوشی کرنے والی لڑکی پچھے ہٹی اور قاسم یہا ہوتا
ہوا حمید کی طرف ہٹا اس کے ہزو ٹوڑیں تھنرا میز کھنپتا و صاف دیکھا جا سکتا تھا! ...
لڑکی اب فٹ پا تھوڑا دکھاتی دی! —

قاسم چند لمحے حمید کو اسی طرح گھوڑتا رہا پھر آگے بڑھا اور اس کے سامنے
بھی کرسی پہنچ کر بیٹھ گیا! —

”قردہ حساب...“ پہنچنے سے... چونکہ غرائی ہوتی آداز میں کہا!
”وہ کون قتی...“ حمید نے سنی ان سنی کر کے سوال کیا!
”بیری والدہ تھی...“ تم سے سطلب — کر دو میرا حساب! میں جا رقا
ر غنی ہوں...!“

”کہاں جا رہی ہو...“ بھرپوری سے پوچھا...!
”دوسری جگہ۔ اتمہارا بھی انتظام کر دوں گی۔“ ایسے سالے اس کا بدل نہیں ہیں

بہر حال اب دیکھایہ تھا کہ وہ کرتا کیا چاہتی ہے؟ فی الحال اس کے خلاف عرفان
کی شکایت کے علاوہ اور کوئی ثبوت نہیں تھا! وہ لاش بھی تو پر آمد نہیں ہو سکی تھی!
فریدی اس وقت ایک ایسی روڈی کار میں سفر کر رہا تھا جو بغلہ ہر روڈی کار نہیں
معلوم ہوتی تھی... دوسری روڈی کار اس سے ایک میل پچھے تھی جس میں امر نکھل رکھا!
وہی اُسے ڈرای ٹو بھی کر رہا تھا! ...

اور یہ آج کوئی نئی بات نہیں تھی پچھلے دو ماہ سے فریدی اپنی تکمیل اشت کے
لئے کچھ ماتحتوں کو اپنے آس پاس ہی رکھتا رہا تھا! — لیکن کسی کو اس کی وجہ نہیں
تباتی تھی — حمید کو تو شامہ اس کا بھی نہیں تھا کہ فریدی نے اس قسم کا کوئی انتظام
کیا ہے؟

لڑکی کے بارے میں فریدی نے محسوس کیا تھا کہ وہ پہنچ پہنچ خالق ہے ورنہ
وہ اس نگرانی کو طول نہ دیتا! —

دنعتاً ایک تیر نقدار گاڑھی قریب سے آگے نکل گئی! ... اس کی زندگانی
صلوم بتاتھا کہ وہ آگے جانے والی اپسورٹ کار کو بھی پچھے ہی پھٹوڑہ جاتے ہی!
دیکھتے رہی دیکھتے وہ پہنچ پہنچ اپسورٹ کار کے پر اپنچی — اور اپسورٹ
کار بے شکارہ سرگرد کے کتابے اتری چل گئی... پھر فریدی نے اسے اٹھ دیکھا!
ساتھ ہی وہ مائیک میں چھا...، ”امر میگھ... ہیلو...، امر میگھ... اپسورٹ
کار پر فائر ہوتے ہیں...“ وہ بائیں جانب پچھے میں الٹ گئی ہے۔ لیکن میگھو

مائیک کو ہاتھ سے رکھتے ہوئے اس نے گیر بد ل کہ اکیدہ بڑھ دیا اور بڑھا
دیا۔ کار آندھی اور موفان کی طرح آگے بڑھتی رہی...!

اور پھر وہ گاڑھی لظر آہی گئی جس سے فائر ہوتے تھے اپ دونوں کا درمیانی

الجین تھی کہ آخر کیک بیک یہ ہوا کیسے!... وہ لڑکی کون تھی...! اور اس سے کیا کہتی رہی تھی -!

”سخت پر تیر خودت تھی...!“ رضیہ ہنس کر بولی ”بصیغہ مجھ ہی اس کا تذکرہ کرنا مناسب ہو گا... یا پھر خودت کے بھائی سے غدرت کھلانی جاسکتی ہے...!“ دفتراً حمید کو یاد آیا... فریڈی نے کہا تھا کہ وہ قاسم کو بلوائے گا۔ تو پھر وہ لڑکی - ہاتے... ایسے ایسے چاند کے مکملے بھی پڑے ہوتے ہیں اس تارک لذات کی جھوٹی میں۔“ خداوند امیری لقیصر کیا تھی - ہے!“

اگلی گاڑی دالوں کو شامہ احساس ہو گیا تھا کہ پچھے نظر آنے والی گاڑی ان کے تعاقب میں آتی ہے...! لہذا اس گاڑی کی زندگی اور تیر ہو گئی! فریڈی سوچ رہا تھا! چلو کہاں تک جاؤ گے۔ خود اس کی گاڑی کی ٹنکی بہریز تھی! اور کسی گلی پر دل ڈکے میں بھی موجود تھا!...

اس نے ایک سلسلہ پر مزید و باقاعدہ... اتنے میں ریڈیو سے آواز آتی...“ ہیلو... کرنل سر... ہیلو... ہیلو...“

فریڈی نے بائیں ہاتھ سے مایک اٹھا کر کہا!“ لیں اٹا از...“ اُسے گولی نہیں لگی۔ کہیں کوئی زخم بھی نہیں ہے... یہ ہوش ہے... گاڑی کے یادی میں متعدد سوراخ ہیں۔! شاند انہوں نے ٹافی گن سے گولیاں بر سائی تھیں... اب ہمارے لئے کیا حکم ہے...“

”اسے طبی امداد پہنچانے کی کوشش کرو۔ بخوبی سے نگرانی رہے... اور مجھے

کہ کوئی شریک خودت ان کے بہان قائم کرے - !“
”کیا بھتی ہو۔!“ حمید غرایا۔

”اب کھاؤ قسم کہ تم سارا دن ان گریبوں کو نہیں گھوڑتے رہتے!...!“
”کیوں بکواس کر رہی ہو۔!“ جان سنبھالو میخر صاحب...! اور نہ چیٹی بنا کر رکھ دوں گا... گی... گی... گی...!“

”کہ بھی دیجئے...! حساب...!“ فرزانہ بول پڑی۔ جو بہت کم سخت تھی اور کسی معاشرے میں داخل اندازی نہیں کرتی تھی -!
حمدید نے سوچا خس کم جماں پاک اور اس کا حساب کر کے جتنی رقم بنتی تھی جو لوے کی...!

قاسم نے جاتے جاتے ساری رکھیوں کو مخاطب کر کے کہا!“ دیکھو...! اس آدمی سے ہو شیار رہنا...! ڈاڑھی بڑھا کر تکار کھیلتا ہے سالا۔“

”تکل جاؤ۔!“ حمید پیر پنج کر دہاڑا۔!
قاسم نہستا ہوا سڑھیوں سے فٹ پا تھد پر اٹر گیا۔

”پڑھنے کوں تھی...! اور کیا کہ گئی کہ یک بیک دانع بھی الٹ گیا بچاری کا...!“ ایک لڑکی بولی۔!

رضیہ حمید کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر شرات آیز سکھا ہے لرز رہی تھی!-

”کیوں جناب...! اکیا آپ اس کے خیال سے متفق نہیں!“ اس نے حمید سے کہا...!

”ہا۔ لفیاں نکھل نظر سے۔“ حمید کا جواب تھا!۔ لیکن خود اسے سخت

r
f
i
@
U
R
D
U
F
A
N
S
•
C
O
M

دوسری گاڑی سے فاتر دن کی بوجھار کر گئی ۔ ।

اب فریدی کی گاڑی سے اس کا فاصلہ مشکل میں باہمیں گزرا ہو گا ۔ دفعہ اس نے دیکھا کہ دو آدمیوں نے اس گاڑی سے چھلانگ لکھائی اور مختلف سمت میں دور نہ لگے ۔ ।

.....

بھی را بطر قائم رکھو ۔ ।

"بہت بہتر جناب ۔ ۔ ۔ ।"

فریدی نے مایک رکھ دیا ۔ ۔ ۔ ! اب اس کا بایاں ہاتھ بھی اسٹرینجس پر تھا ۔ ۔
یک بیک الگی گاڑی ایک کچھ راستے پر ٹھگئی ۔ ۔ ۔ ! فریدی نے اپنی گاڑی کی
رنقار کم کرتے ہوتے بائیں ہاتھ سے ڈلیش بورڈ کا ایک بٹن دبایا ۔ ۔ ۔ اس کے
قریب ہی ایک خانہ ظاہر ہوا ۔ ۔ ۔ فریدی اس میں ہاتھ ڈال کر کچھ ٹلاش کرنے لگا ۔
ساتھ ہی گاڑی بھی کچھ راستے پر محور دی ۔ ۔ ۔

الگی گاڑی کی رنقار اب کسی قدر کم ہو گئی ۔ ا دونوں کھادر میانی فاصلہ اپنے مشکل

تمام پچاس سو گز رہا ہو گا ۔ ۔ ۔ ڈلیش بورڈ کے خانے سے فریدی کا بایاں ہاتھ چار سو
دس بعد کی ایک بھوٹی سی بندوق سیستہ باہر آیا ۔ لیکن قبل اس کے وہ اُسے سیدھی
بھی کر پاتا الگی گاڑی تکھخت یا میں جانب مرٹی اور اس کی ایک کھڑکی سے گلیوں کی
بوجھا شروع ہو گئی ۔ اگر فریدی نے بھی پھر تی سے اپنی گاڑی کا رخ نہ بدل دیا
ہوتا تو ذمہ اسکریں کے پہنچے اڑ گئے ہوتے اور پھر اس کا جو حشر ہوتا ظاہر
ہے ۔ ۔ ۔

www.allurdu.com

اس کی گاڑی نے رخ بدل کر ایسی پوزیشن اختیار کر لی تھی کہ وہ ایک پل
کے نئے مخفوظ ہو گیا ۔ ۔ ۔ لیکن اس نے فائز کرنے والے کی بجائے اس کی
گاڑی کے ناتروں پر فائز کئے ۔ اور پھر تی سے پہنچے چھلانگ لگادی ۔ ۔ ۔ ।

تمہہ اور کی گاڑی کے دونوں ٹائیریں کار ہو گئے تھے ۔ ۔ ۔ ।

اپنی گاڑی کی اوٹ لے کر فریدی نے بغلی ہولٹر سے اعشاریہ چار پانچ کا
ریل اور سکالا ۔ ۔ ۔ ! بندوق گاڑی ہی میں سو گئی تھی ۔ ۔ ۔ ।

r
f
i
@
U
R
D
U
F
A
N
S
•
C
O
M

اس کا انجام

فریدی جیک کراؤ سے سیدھا کرنے کی کوشش کرہی رہا تھا کہ اُس کے دلنوں
ماں نہ اس کی گردن پر آتے... اور دیکھتے ہی دیکھتے گردن پوری طرح ان ہاتھوں
کی گرفت میں آگئی

فریدی اپنے ریوال کو پہلے ہی ہولمنی کر کچکا تھا! ... بلے دھیانی میں توازن
بڑھانے کے لئے کھل کر سکا... جھٹکے کے ساتھ گرے ہوتے آدمی بہ آپڑا...
گردن پر اس کی گرفت بندیری کی مضبوط ہوتی جا رہی تھی... ساٹھ ہی یہ کوشش
بھی جاری تھی کہ وہ فریدی کو نیچے گردے...

یک بیک فریدی نے اپنا جسم دھیلا چھوڑ دیا لیکن گردن کے سلسلہ کو بدستور
اکٹا سے رہا! ...

اب دلوں ایک دوسرے کے مقابل زمین پر ٹرے ہوتے زد آنمازی کرتے ہے
خچ...! وہ اسے نیچے گرا دینے میں کامیاب ہو گیا تھا! - خود فریدی ہی نے جسم
دھیلا چھوڑ کر اس کے لئے مو قع فراہم کیا تھا!

یک بیک اس کے حلتنے کے بعد سی آواز نکلی اور بندیری کی گردن پر
اس کی گرفت ڈھینی پڑتی گئی...

فریدی کا داہنا ہاتھ اس کی ناک پر تھا...

فریدی کی گردن چھوڑ کر دھنلا اور اٹھ کھڑا ہوا... ناک سے خون کی دھار
بہہ نکلی تھی...! لیکن وہ پھر جھپٹ پڑا... پھر اس بار جیسی اس کی ناک ہی پر
قیامت لٹوٹی تھی...

دلوں ہاتھوں سے ناک دباتے ہوتے گرا تو پھرہ اٹھ سکا!

ناک کے علاوہ کوئی عضو زخمی نہیں تھا! ... اس کے تو سرے گولی بھی ہی نہیں
تھی— غالباً اس کا اندازہ ہو جانے کے بعد کہ تعائب کرنے والاتھا ہے۔ اُس نے

زبیدی گاڑی کی اوٹ سے نکل کر ان کی طرف بھیٹا! — لیکن وہ ریوال کی
رینج سے باہر تھے...!

”مظہر جاؤ... مظہرو... ورنہ خاتم کر دوں گا...!“ فریدی نے
نہیں آواز دی۔

لیکن وہ بدستور درستہ رہے! ... فریدی لہک الموت کی طرح ان کے
بیچے تھا... اور پھر جیسے ہی اس کے اندازے کے مطابق وہ ریوال کی رینج
میں آتے۔ ملیک گر پھٹری ہوتی انگلی نے دوبارہ چینش کی...

وہ دلوں لڑکھڑاتے دو چار قدم درستے اور پھر ڈسیر ہو گئے:

فریدی نے ان کے تربیب پسخ کر دیکھا کہ ایک تڑپ رہا ہے اور دوسرا بالکل
یہ سر حرکت ہے... تڑپ نے دلے کی رائی میں گولی لٹھی تھی... اور دوسرا انہوں
پڑا تھا! ...

فریدی سے پت کیا جسیکہ میرے ساتھ پہنچا... میرے قارئوں نے میں قام قرو... میرے ہی ساتھ
ہنا بھی... میں اپنے فلیٹ میں تھا رہتی ہوں... بس میں بخوبی ماری چلی گئی...!
”بخوبی ماری“ اس نے ایسے انداز میں کہا تھا کہ حمید کو ہنر آگئی...!
”تو بچر ہوا کیا...؟“ رفیعہ نے پوچھا۔
درپتہ بتایا تھا صراحت نے لیکن وہ گلت نظر... زکار خانہ ملا... اور فلیٹ میں
ایک مولیٰ صاحب بیٹھے ہوتے تھے... قعنے لگجے بیسان کوئی درمان نہیں دیتیں۔
میں نے قہارہتی ہیں...! بدلے اچھی نہ ہو دستی ہے... پھر اس پاس والوں نے
بتایا کہ مولیٰ صاحب دہان تھا رہتے ہیں!...
”کھان نہ کھاؤ۔ جاؤ بیان سے...!“ حمید نے ہاتھ پلا کر کہا!
”پھر کوئی لیجئے میں بھی صاحب -!“ قاسم تھا کیا کر بولا.
”دنیوں جاؤ۔!“
”اچھا اگر میں مرد ہو باوں تو... سکرپٹے مالٹی بھی آتا ہے مجھے...!
”مرد ہو جاؤ... کیا مطلب...؟“ حمید نے بے انتہا حرمت ظاہر کی۔
”اور آپ کیا سمجھتے ہیں جناب کریم عورت بے...؟“ رفیعہ نے سخاوت سے کہا۔
”کیا مطلب -!“ حمید اس کی طرف صرا۔
”پسح کہتی ہوں! بڑے بھولے ہیں آپ... کسی دہقانی دو شیزو کی طرح کاش
آپ کے چہرے پر ڈاڑھی نہ ہوتی:...!
”یہ کیا مذاق ہے...!“ حمید جملہ کر کھڑا ہو گیا!۔
”سخا ہونے کی بات نہیں...!“ میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ یہ عورت نہیں ہے۔
”اوہ اس نے خود ہی مردین جانے کا سوال اٹھایا ہے -!“
”کیوں...!“ حمید قاسم کی طرف ریخت کر گئی۔!

فریدی سے پت کیا جسیکہ میرے ساتھ پہنچا...!
گولی سے زخمی ہوتے دالا اب بله ہوش ہو چکا تھا!...
”تم دونوں زیر حراست ہو!“ فریدی نے اپنے شکار کر مجاہد کیا جواب بھی
چھپا۔ اس طرح پکیں جھپکا۔ باقاعدے اس کے چاروں طرف گمراہ ہی رہا!
وہ کچھ نہ بولا۔ دونوں باقاعدے بھی ناکہی پر جمعے ہوتے تھے۔

●
عین دروازے کے ساتھ ایک سیکھی اکڑ کی!... اور حمید نے دکھا کر نام
دروازہ کھول کر باہر آ رہا ہے...
وہ خاموش بیٹھا رہا...!
قاسم سیکھی سی صورت بنائے ہوئے دو کان میں داخل ہوا... لڑکیاں
خاموشی سے اُسے دیکھتی رہیں۔
”میں اب اپنا حساب واپس جینا چاہتی ہوں...!“ اس نے بھرائی ہونے
آہاز میں کہا۔

www.urdufans.com
”کیا مطلب...!“
”مطلب یہ کہ میں پھر ہمیں لو تری قردوں غی...!
”جگ جاؤ...!“
”الا قسم... رحم قرو...“ میرے حلل پر وہ سالی چونا لگا گئی۔
”کیوں کیا ہوا -!“ رفیعہ نے حرمت ظاہر کی۔
”اوے... وہ حرامزادی جو آتی تھی نا...“ مسقرا مسقر اکرم یا میں کر رہی

قاسم پہلے تو ”ہی ہی ہی“ کرتا رہا پھر شرکر بولا ! ”الا قسم میں عورت نہیں ہوں۔
یہاں نو قریب کرنے کے لئے ... ہی ہی ہی ... !“

”ہوں ... یا اچھا ... ! میں الگی پولیس کو فرن کرتا ہوں ... تم لوگ دیکھتی رہو
جہاگ کہ جانتے نہ پائے ... !“

”دارے ... یعنی ... ارے بارے ... اے سو تو سی ... الا قسم ...
ہوں ہو ہو ... !“

جمید دوسرے کمرے کی طرف جھپٹا ! ... اور تا سم بدھو اسی میں دو ہائے آنے
کر میڑ کی طرف درٹنے لگا ... !

لڑکیاں ہٹکا بٹکا کھڑی تھیں ... ! قاسم نے شامیکی چھوڑی نہیں تھی ...
پہنچنے والے کس طرح میکھی کا دروازہ کھول کر اس میں ”حسن“ کیا بادی ... انداز کچھ
ایسا ہی تھا کہ اس کے لئے لفظ ”ٹھنڈا“ ہی مناسب ہو گا ...
ٹھیکی تیزی سے آگے ٹھرد گئی تھی ! -

دوسرے کمرے میں جمید ٹیلیفون کے قریب دم بخود کھرا تھا اے آسے علم تھا کہ
قاسم نکل جہاگا ہے ! مقصود یعنی یہی تھا ! ...

”اپ آپ اپنی ڈاٹھی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ؟ پشت سے یعنی کی آواز
آتی جو اتنی بلند نہیں عتمی کہ دوسرے کمرے میں بیٹھی ہوئی رانیوں کے بھی پہنچ سکتی !
کیا مطلب ... ؟“ جمید جھلا کر پلٹا !

”مطلب کہا ہو کا لگا ہے آپ کو شام ! ... آدمیے گفتے میں تقریباً ڈیر صہراہ
بار آپ نے لفظ مطلب دہرا یا ہو گا ؟“

”میں اس پر تکلفی کی اجازت نہیں دے سکتا !“
”ڈاٹھی اگر منسوخی نہ ہوتی سوال پیدا ہوتا ہے تو ہیں کا ... بھرپال اس

”ماتحت کافی یا نہیں ... !“

”لفیاٹ تجزیہ ... !“ جمید اپنے ہونٹ پہنچ کر غرایا !“ اب میرے لفیاٹ کی
دفن ہی کی کسر باتی رہ گئی ہے ... چل جاؤ یہاں سے :-“

”میں اصلی دالی نورت ہوں مجھے جناب ! ... !“

”میں کہتا ہوں مجھے ہنا چھوڑ دوے !“

”ایک دنگ اچھی کر لیتے ہیں آپ ... ! اگر میں اتنی دلکش نہ ہوتی تو آپ مجھے
کبھی ملازمت نہ دیتے ... !“

”دلکش ... !“ جمید بہر سامنہ ناکر بولا ! ”الا حول ولا قوہ - پھٹکار بہر سامنے رہی
ہے پھرے پر ... !“

وہ ابھی کچھ اور کہنا چاہتا کہ اسی دلت فون کی کھنثی بھی ... ریسورٹھا کر کان
سے لکھتے ہوئے ایک بار پھر اُس نے پُر اسامنہ بنایا ! -

دوسری طرف سے فریڈی کہہ رہا تھا ! ”فراؤ سول ہپتال پہنچ جاؤ - امنگو
نے ایک زخمی لڑکی کو دہائی داخل کرایا ہے ... ! اس کی نگرانی بے ضروری ہے۔

جمید ہی کی حیثیت سے تمہارے ہاتھ جاؤ گے - اس بات کا خاص نیال سہے کہ اس
عودت کو تسلیم کرنے کی کوشش کی گئی تھی ! لہذا آپ اُسے زہر بھی دیا جا سکتا ہے ... !

”اوہ پھر ... یہاں کا کیا ہو گا - ؟“

”رنیہ کو اپنے بعد ذمہ دار بنا کر پہلے جاؤ - !“

”کیا آپ اُس سے مل چکے ہیں ! ... !“

”یکو اس مرست کر دے - جو کہہ رہا ہوں کرو - دیں آل - !“

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر جمید نے بھی ریسورٹ کو دیا !

”کون ڈاٹھ رہا تھا ... !“ رنیہ نے پوچھا ... !

”نگرانی۔!“

”کس کی نگرانی۔!“

”گرزل صاحب کی۔!“

”دیکا۔۔۔ مم۔۔۔ مطلب۔!“ حمید کو سینیسا باد آف اوز زبان لڑکٹر اگھنی۔

”آپ نہیں جانتے۔۔۔!“

”لکھا۔۔۔ نہیں جانتا۔!“

”چھپلے دو ماہ سے کوئی نگرانی گرزل صاحب کے آس پاس موجود رہتا ہے جب بھی

وہ باہر نکلتے ہیں۔!“

”جیہد اپنی گھمی سلانے لگا۔۔۔ حقیقتاً اس کا علم نہیں تھا اے۔

”دیکھ لڑکی کون ہے۔۔۔ جو۔!“

”یہ میں نہیں جانتا۔!۔۔ البتہ یہ تماستہ ہوں کہ عرفان آرٹس سے اس کا کوئی

تعلق شروع ہے۔۔۔!“

”اوہ۔۔۔!“

”اُسے بلوایا گیا ہے۔۔۔ اوہ۔۔۔ وہ آہی گیا۔۔۔!“

راہداری کے سرب پر عرفان دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ایک سادہ لباس والا
بھی تھا!

عرفان نے ہاتھ اٹھا کر حمید کو سلام کیا۔۔۔ امر نگھنے زخمی لڑکی تک اس
کی رہنمائی کی۔!

”وہی ہے۔۔۔ نہدا کی قسم وہی ہے۔۔۔!“ عرفان بے ساختہ بولا۔ لیکن پھر
کسی تدر انتحال کے ساتھ کہا۔۔۔! ”مگر بال۔۔۔ اس کے بال اخروٹ کی
زنجکت کے تھے۔۔۔!“

**r
f
i
@
U
R
D
U
F
A
N
S
-C
O
M**

”کیا۔۔۔ مم۔۔۔!“ حمید سرت آنکھیں نکال کر رہ گیا! افظع ”مطلب“ زبان
سے نہ نکل سکا۔۔۔!

”دکوتی مطلب نہیں ہے۔۔۔ خدا آپ کے چہرے پر۔۔۔!“
”خاموش رہو!۔۔۔ میں ایک عنوری کام سے جا رہا ہوں! میری عدم موجودگی
میں بیان کی ساری ذمہ داری تم پر ہو گی۔!“

”زہے نشیب۔۔۔ بنباب نے اس قابل سمجھا۔!“

”میں کہتا ہوں زیادہ بائیں مرت کیا کر دے۔!“

”نفیاتی تکتا نظر سے۔۔۔!“

”شٹ آپ۔!“

سول ہسپتال میں اُسے بیزل دار ڈیس رکھا گیا تھا!۔۔۔ ہو سکتا
ہے یہ اسی خیاں کے تحت ہوا ہو کہ دہان محفوظ رہے گی!۔

ڈاکٹر نے حمید کو بتایا وہ کتنی بارہوش میں اگر غافل ہو چلی ہے! اس وقت بھی
جاگ نہیں رہی تھی۔!

امر نگھنے ہیں وجود تھا!

”کیا چکر ہے۔۔۔؟“ حمید نے اس سے پوچھا!

”پتے نہیں۔۔۔! میں حب ہدایت اپنی ڈیلوٹی انجام دے رہا تھا کہ گرزل صاحب
نے اعلاء دی کہ ایک اپورٹ کار آگے الٹ گئی ہے اُسے دیکھو!۔۔۔“

”کہاں ڈیلوٹی انجام دے رہے تھے!۔۔۔!“

لارکی نے بہترائی ہوئی آداتیں کیا!... زبان اردو ہی تھی اور اچھا بات کھل دیں یوں
ہی میسا تھا!...

جمید نے دارود کے سرب پر کھڑی ہوئی نرس کو قریب آنے کا اشارہ کیا!...!
”اوہ... نہیں... لڑکی پھر بولی...!“ ہرگز نہیں! میں انجاش نہیں لوں
گی کسی قسم کی دو اپنیں پیوں گی!“

جمید نے اس کی طرف پتھروش نظریں سے دیکھتے ہوتے نرس سے کہا اور داکٹر
کو بلاؤ۔... یہ ہوش میں آگئی ہے...“

”پولیس کیس ہے“ نرس نے پوچھا!
”لیکن مجھ سے بحث کر دیگی...!“

”وہ... دراصل - ڈاکٹر...!
”بادا!“

نرس نے بُرا سامنہ بنایا اور دیوار سے چلی گئی!
لڑکی آنکھیں پھاڑے جیکو گھوڑتی رہی...!

”یہ نرس ایجمنی کیا کہہ رہی تھی...!“ اس نے جمید سے پوچھا ایکسا پولیس کیس!“
”بکواس کر رہی تھی - تم اپنے ذہن کو تھکانہ دا د!“

”تم کوئی ہو...?
”ایک بھروسہ!“

”میں کہاں تھی - ?“

”ایک اپدھورٹ کار کے نیچے جو والٹ گئی تھی - !“

”ہاں...! مجھے یاد ہے - اچاکہ بڑیک بیل ہو گئے تھے - !“
جمید کو پورے داقعات کا علم نہیں تھا اس لئے وہ خاموش ہی رہا! لڑکی

”ٹھیک ہے... ٹھیک ہے...“ امر منگنے والے شاذ پیکتے ہوتے کہا!

”چلو...“
”لیکن مجھے کب تک... اس حال میں رہنا ہوگا...!“ عرفان بڑھتا ہوا -
”اس کے ہوش میں آنے بکے - !“ ”جمید بولا!...“ ”بس آپ جیاں - !“
عرفان سادہ بس رالے کے ساتھ چلا گیا! - امر منگنے اور جمید بے ہوش لڑکی
کے پست کے قریب ہی ٹھہرے رہے!...“

”آپ آپ اسے دیکھتے گا...!“ امر منگنے کے لئے برا کام عرفان سے
اس کی شناخت کر دینے کے بعد نہ ہو گیا...!

جمید نے لاپرداہی سے سر کو جبیش دی اور امر منگنے باہر چلا گیا!...
لڑکی کے خدا خال دلکش تھے... ہر چند کہ بالوں اور بھتوں کی سیاہ رنگت
ختاب کی مردوں میں تھی لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمیشہ ہی - ان کی
عادی نہیں رہی ہے...!

جمید نے اخروٹ کی رنگت کے بالوں کا تسلی کیا اس سے نہ سرف دلکشی میں اعتماد
ہو گیا بلکہ یہ عجی محسوس ہوا کہ بالوں کی اصلی رنگت میں یہ پورا کچھ اور کم نظر آتا ہو گا!
پست کے قریب پڑی ہرنی ایک کرسی پر مشینت ہوتے اس نے سوپا اگر وہ پڑھ جو
تاملہ ہے تو اُسے افسوس ہونا۔

کچھ دیر بعد اس نے کراہتے ہوئے کروٹ لی اور آنکھیں لھوول دیں - جمید نے
محسوں کیا کہ وہ ان کے چہرے پر نظر تو جماستے ہستے ہے لیکن شاند و اشع طور پر دیکھ
ذیں سکتے!...“

”کیا تمہیں کچھ ڈاہنیے - !“ جمید نے آگے جگ کر آہستہ سے پوچھا!
”مور نیا کا انجاشن...! میں اپنی ریڑھ کی ہڑی میں سکھیت محسوس کر رہی ہوں!“

زس پردارڈ کے سرے پر جا شہری !
لڑکی جمیہ کے چہرے پر نظر جملے ہوئے ملکیں جھپٹاتی رہی ... !

کے چہرے پر گھری تشویش کے آثار تھے !
انتہے میں ڈاکٹر آگیا۔

”یہ اپنی ریڑھ کی ٹہڈی میں تکلیف بتاتی ہیں ... !“ حمید نے ڈاکٹر سے کہا۔

”نہیں - نہیں - وہ میرا دھم تھا !“ لڑکی جلدی سے بولی ! ”یہ بالکل
جھیک ہوں ... !“

”لیکن چہرے پر یہ کرب کے آثار ... ؟“ حمید نے پر تشویش لجھے میں کہا !

”سر میں درد ہے - !“
”میں ابھی ایک ٹھیک اور سچھ جھوٹا تھا ہوں - !“ ڈاکٹر نے اس کی خوبیں زیست
ہوتے کہا

”دنہیں شکریہ ... ! میں کچھ کھادوں پتیوں کی نہیں ... !“
”میں نہیں سمجھا !—“

”میں دواؤں کی ضرورت نہیں محسوس کرتی - !“
”حفظ ماتقدم کے حورپ - بعض اوقات اندر دنی چڑیں کئی دن بعد مگل
کھلاتی ہیں - !“

”جب کچھ ہو گا - دیکھا جائیگا - !“

”ذہن پر بھی اثر معلوم ہوتا ہے ... !“ حمید نے ڈاکٹر سے کہا
”ممکن ہے ... !“ ڈاکٹر نے پر تشویش انداز میں سر کو جنبش دی۔

”ادہ - تو کیا اب تم لوگ میرے ذہنی توازن کے بگڑ جانے کے امکانات پر غور
کر رہے ہو - اسے میں صحیح الدماغ ہوں ... !“

”بالکل ... بالکل ... !“ حمید سر ہلاکر بولا۔
”خیر میں دیکھوں گا ... !“ ڈاکٹر نے حمید سے کہا اور وارڈ سے چلا گی !

”آخر یہ چکر کیا ہے ... ؟“ حمید نے جھلکا کمہ لوچھا !
جواب میں فریڈی صرف مُسکرا کر رہ گیا ! ...

”کم اذکم مجھے اس روکی کے بارے میں تو معلوم ہونا ہی پاہنچے جو میرے
چارچوں میں دی گئی ہے ... ؟“

”تمہارے چارچوں میں جو روکی دی گئی ہے ... وہ ایک روکی ہے ... !“
”میں اُسے کریم لیک تو سمجھتا نہیں ... !“

”یہ لڑکی ایک اسپورٹ کار میں سفر کر رہی تھی ! ... دوسرا گاڑی سے اس
پر گلویں کی بوجھا رہی۔ پڑھ کر سکھ جانے کی کوشش میں کار تاپو سے باہر ہو گئی
اور کچھ میں جا کر اٹ گئی !“

”لیکن وہ تو سکھتی ہے بیک نیل ہو گئے تھے ... سامنے سے آئے والی کسی گاڑی
کو سچانے کے لئے اس نے اسٹرینگ بائیں جانب گھما دیا تھا !“

”حالانکہ سامنے مٹرک بالکل سنان تھی !“

”ادریہ دہی لڑکی ہے جس کے بارے میں عزمان آرڈٹ نے بتایا تھا۔
”مجھے یہی اطلاع ملی ہے کہ عزمان نے اُسے شناخت کر لیا ہے ... !“

”تو یہ دہی قاتمہ ہے ؟“

”زیادی کچونہ بولا ! ... تھوڑی دیر کچھ سوچتے رہنے کے بعد کہا !“ تہیں یقین ہے

r
f
i
@
u
r
d
u
f
a
n
s
•
c
o
m

” بالکل خراب ہو گیا ہے... جب اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے تو... یہ لکڑاگ
.. میرے خدا...“ کہہ کر اُس نے برآمد سے جو دُڑ لٹکانی تو ٹھیک اسی جگہ آکر رکا
جہاں گاڑی کھڑی کی تھی۔!
جھپٹ کر گاڑی میں میٹھا... انہن اٹارٹ کیا... گاڑی روپر میں گیئر میں
ڈالی اور چاہکہ سے نکل کر مرک پر آگیا...
اور پھر گاڑی کا رُخ دوسرا طرف مڑ ہی رہا تھا کہ فریضی کی آواز آئی۔
” ٹھہر وو...!“
آنی دیر میں وہ بھی چاہکہ کم پہنچ چکا تھا...
” اسے اچھی طرح ذہن شین کر لو...!“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اس لڑکی پر
ٹماں گن سے فائزگ ہوتی تھی اور میں نے تمیں اسی خدشے کے تحت سوں ہپتاں پھیجا
تھا کہ کہیں اسے نہ سرت دے دیا جلتے۔!
” میں جانتا ہوں...!“ حمید نے منٹیڑھا کر کے کہا اور اس کی کاٹتی تیری
سے آگے ٹڑھ گئی...!
لیکن یہ مسلسلہ ابھی تک خون میں ساف نہیں ہوا تھا کہ اگر اس لڑکی کے لئے آئندی احتیاط
کی ضرورت تھی تو وہ اس طرح اس کے حوالے کیوں کر دی گئی تھی۔
جب یہ یقین ہو گیا تھا کہ لڑکی کی حالت مخدوش نہیں ہے تو فریضی نے حمید کو ہدایت
دی تھی کہ اسے اپنے ساتھ کہیں لے جائے لیکن اپنی اصلاحت اس پر ظاہر نہ ہونے دے!
لہذا وہ ایکل پہنچ والے ہٹے میں لے گیا تھا اور وہاں سے فریضی کو بعد ایعدہ نوں اس
کی اطلاع دیتی چاہی تھی۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا!.. نوں کی لائن ہی ناکارہ ثابت ہوتی تھی:
” تھا اداماغ تو نہیں خراب ہو گیا!.. ۔ بچلا اس دوکان کی اہمیت ہی کیا
ہے...?“

کہ اس نے تمہاری باتوں پر تین کر لیا ہے؟“
” یقین نہ کرتی تو یہ ساتھ چل کیوں آتی۔?
” تو نے اُسے کہاں رکھا ہے؟“
” ایکل پہنچ والے ہٹے ہیں۔?
” اور تم یہاں بیٹھے ہو...!“
” وہ مجھے دو ج دے کر نہیں جا سکتی!..“ حمید نے ہاتھ اٹھا کہ کہا!
” آخر یہ اٹھیناں کس بناء پر۔?
” میں ماہر رُوپیات ہوں۔!“ حمید اکٹھر کر بولا!
” اسی سے ایک ماہر نفیات تمہیں خود کشی کی طرف لے جانے کا ارادہ رکھتی ہے!
” اوہ... وہ... خدا کی تسری لڑکی آج جبکہ میری لفڑی سے نہیں گزر رہی تھی۔
کھوپڑی جات گئی۔!
” حالانکہ جناب نے ہی اس کا انتخاب فرمایا تھا!...“
” ان لڑکیوں میں اس سے زیادہ... ملکب کر... کھا آمد... ۔ یعنی کہ
کارگزار...!
” جی میں سمجھ گیا... مزید و معاہدت کی ضرورت نہیں...!“ فریضی نے خنک
لیخ میں کہا...!
” سوال یہ ہے کہ آپ نے اُس پر اس حد تک اعتماد کیسے کر لیا...?
” کس حد تک...!
” میشن کر دوکان ہی اُسے سونپ دی...!
” تھا اداماغ تو نہیں خراب ہو گیا!.. بچلا اس دوکان کی اہمیت ہی کیا
ہے...?
”

اور اب مزید اچھیں لے کر دوبارہ ایکھلی جیج کی طرف دالپس جا رہا تھا۔
درزی نامہ بڑی طرح ذہن پر سوار تھا... اگر یہ کسی تقدیش ہی کے سلسلے میں قائم
کیا گیا تھا تو اس سلسلہ کا ہو گا۔

یہی سب کچھ سوچتا اور بورہ مرتا ہوا وہ ایگلیلی یعنی تکم جائیں گے!

ہٹ کے سامنے لگاڑی کھڑی کی اور اتر کہ جر آمد سے میں آ رکا...

صدر در دارہ اندر سے پنداھا۔ کمال بیل کا ٹمن دیا یا۔ لگنٹی سی گونجے
اندرستائی دھی۔

دروازہ نہ کھلا... لیکن حمید نے محسوس کیا کہ کوئی دروازے کے قریب ہی موجود ہے۔

س نے عمر گھنٹی مل کھائی اور ساتھ ہے آنا۔ ”

لخون ساحد - یونان - سراطک گامان.

سچھ سچھ سچھ کر کہ وہ سا جھدھ تھیں۔ اس لامتحاب

"اے تھاں آئا اُن کھلاؤ گی ۔ ۔ ۔" اسے تو کیا دوازہ نہیں کھلاؤ گی ۔ ۔ ۔

لی سعادتی اداره نہادیں پہنچا ہیں۔ فرروارہ جم

مکالمہ شعبہ

میرق دارہ حوالہ میرق

ام اخودا پسی کی لیا صورت ہے۔

سی ام

پر اسیں حکایتے ہوئے ہو۔ اُ

ایس۔ اس ہٹ لے الگا ہجھوئے نہار سے نام متعلق کرنے کے نے آتا ہی

”تو اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے۔!“

”پولیس کو کئی دن سے ایک ایسی لڑکی کی بھی تلاش ہے جس کے بال اخروٹ کی رنگت کے ہیں۔ تھوڑی پرسرخ رنگ کا ایک ابھر اہواں ہے۔“

”تو پھر میں کیا کہوں...“ لڑکی نے متjurانہ لمحے میں پوچھا!

”کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے سر کے پچھلے حصے کے تھوڑے سے بالوں کی اصلی رنگت نکل آئی ہے... اور تم نے آئینہ کب سے نہیں دیکھا!“ پرچوت نے سیاہی چڑھاتی تھی وہ بھی اتر جکلی ہے!“

”نہیں...!“ لڑکی تھوڑی پہنچ کر دو قدم پیچے ہٹ گئی! . . .

”اور— ذرا اس لٹ کو بھی ملاحظہ کرو۔!“ حمید نے اس سے سر کے پچھے سے کی لٹ آگے کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا!“ اخروٹ کی رنگت!“

”یہ... یہ... اور اور... تمہیں بھی... غلط فہمی ہوتی ہے...“ اور پہ

... پولیس کو بھی...!“ اس نے اپنے ہوتے کہا اور ایک اسٹول پر بیٹھ گئی!“ دُکتی دن ہوتے میں نے اخبار میں کسی آرٹٹ کی کہانی بھی دیکھی تھی۔ اور اس کہانی کی ہیر دن کا حلیہ میرے دن کے اخبارات میں شائع ہوا تھا!“

”میں نے کوئی کہانی نہیں پڑی۔!“

”بہر حال تم مجھے بتاؤ کہ پھر تم کیا بد ہو۔ ظاہر ہے کہ آسمان سے تو پھی نہ ہوگی...“

”ذریں پھاڑ کر برآمد ہو گی... بتاؤ کچھ اپنا آتا پتا۔!“

”مم... میرا نام سارہ رحمان ہے... نسیر آباد میں ایک انڈھری ہوم چلاتی ہوں۔!“

”انڈھری ہوم۔!“ حمید اچھل پڑا۔

”ہاں... اسلامی دین پر کام سکھایا جاتا ہے! اور تجارتی چیزانے پر بھی سلامی

”چلو یہ بھی سہی!... لیکن پولیس کو تو اس پر تشویش ہے کہ گلاؤ کا باڈی ٹائم کی گلیوں سے چھلنی ہو کر رہ گیا ہے۔!“

”لڑکی کے چہرے پر پس تو شکت خود رہ گی کے آثار نظر آتے پھر وہ ہنس پڑتی!“

”پولیس کی غلط فہمی پر منہ سی آر جی ہے...“ گلیوں کے وہ نشانات کئی ماہ پہلے

ہیں۔! میرے بجانی نے اس پر نشانہ بازنی کی مشق کی تھی اور وہ گلیاں فورٹی فائیو کیسپر کے ریلوالور کی تھیں۔ ٹائم گن کی نہیں۔! میرا بھائی فوجی ہے۔!.. اکثر بہت زیادہ

پی جانے کے بعد میں ہی حرکتیں کرتا ہے۔!“

”ہو سکتا ہے!— لیکن کیا تم اس کی دنیا حست کرنے کے لئے کو تو اس تک چل سکو گی!“

”میں کیوں جاذب۔ میں تو ہرگز نہیں جاذب گی!“

”پھر میری گردن پہنچے گی! اکیونکہ میں نے اپنا بالکل صحیح نام اور پتہ لکھوا یا تھا...“

”تم تو بڑے ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو۔! جو اب ہی کر لیتا ہے۔!.. ذہانت اور خوبصورتی مشکل سے بچتا ہوتا ہے۔!..“

”وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوتی ہے دلائیز انداز میں مُسکرانی...!“

”خدا یا۔!“ حمید نے ہٹھنڈی سانس لی۔

”کیوں کیا ہوا۔!..!“

”کچھ نہیں! قدر دانی کاشنگری بازنہ گی میں پہلی بار کسی خاتون کی زبانی اپنے لئے ایسے الفاظ سنے ہیں۔! سمجھو میں نہیں آتا کہ اپنے کفن دفن کا انتظام خود کروں یا اس کی ذمہ داری محلہ والوں پر ڈال دوں۔!“

”سچ کہتی ہوں۔! مذاق نہیں۔!.. بڑے پیارے لگتے ہو۔!..“

”غفرمہ میں آتا بردست اُتو نہیں ٹھنڈا صورت سے معلوم ہوتا ہوں۔!“

جاسوسی دُنیا

۱۱۳

سمی ہوئی لڑکی

ہوتی ہے۔!

”د تصدیر تو نہیں شائع ہونے کتم اتنے دلوق کے ساتھ کچھ بھر سے ہو۔“

”مگر پرورخ رنگ کا تل اور افراد کی زنجٹ کچھ بال۔!“

”اس کی کوئی اہمیت نہیں۔!“

”پلو بال تم نے خفاب سے زنگ لئے۔ لیکن میں نے آج تک نہیں سنا کہ کسی

خالون نے اپنے تلوں کی زنجٹ بھی تبدیل کرنے کی کوشش کی ہوا۔“

”لحظہ پر لحظہ تبدیلیاں مجھے زیادہ خوش رکھتی ہیں۔!..“

”بس تراب اپنے کان اکھاڑ جو ناک کی جگہ چکنا و اور ناک مجھے دے دو۔ میں اسے

خفک کر کے کسی شاعر کے پرکھ آؤں گا۔!..“

”اگر تم نے میری کو طرح مدد کی ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میرا منجمد بھی اڑا دے۔“

”میں بتاؤں۔ میری ایک تجویز ہے۔ میں بھی مطمئن ہو جاؤں گا اور تم بھی اپنی

پوزیشن صاف کر سکو گی۔!“

”میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتی۔!..“

”لیکن میری پوزیشن۔!“

”تمارے لئے اس میں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔!..“

”میں بتا چکا ہوں کہ ہسپتال میں میرا نام اور پر بھی لکھو لیا گیا تھا۔! جب

تماری الٹی ہوتی گاڑی میں گولیوں کے بناتے ہوتے سوراخ دیکھے گئے تو پولیس میری

تلائش میں نکل کھڑری ہوتی۔ عجیب اچھا ہوا کہ میں تمہیں اپنی شہری تیامگاہ میں نہیں

لے گیا تھا۔ اس ہٹ کے وجود کا علم کسی کو بھی اس طرح نہیں کہ یہ میرے نام سے

مشوب کیا جائے۔!..“

محمد نے محسوس کیا کہ اس کے پھرے پر پکے جانے والے بے اطمینانی کے آثار

”یعنی کہ۔۔۔ معنی کہ۔۔۔ درزی خان۔۔۔“

”بال۔۔۔ درزی خان۔۔۔ لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ درزی خان کے نام پر تم کچھ نہ دس سے ہو گئے ہو۔!..“

”م۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ میں تو خاتم اتنی درزی ہوں۔“

”کیا مطلب ہے۔“

”اپنے یہاں بھی کچھ اسی تسم کا کام ہوتا ہے۔“

”گارمنٹ فیکٹری۔“

”خانوں کا کام ہے یا کٹ پس کا۔!..“

”ہم صرف ملٹری کے ٹھیکے لیتے ہیں۔!“ محمد پاپ میں تباہ کھرا ہوا بولا۔

پھر وہ خاموش ہو گئے۔

سارہ رحمان سر جھکاتے کچھ سوچ رہی تھی اور محمد اُسے ایک ٹک دیکھے جاتا تھا۔!

دققتاً اُس نے کہا ”یہ سارہ رحمان کیا نام ہے۔“

”میری ماں انگریز تھی۔ اور باپ دیسی۔ میں یورپی ہوں۔!“

”تب تو تمہیں حق حاصل ہے جب چاہو انگریز بن جاؤ اور جب چاہو اس حد تک دیسی بن جاؤ کہ بال بھی زنگ ڈالنا پڑیں۔!“

”میں ایسی تبدیلیوں کی شافت ہوں۔!“

”عرفان آرٹسٹ والی کمائی کے بارے میں کیا کہتی ہو۔!“

”میں نہیں جانتی کہ وہ کیا بلاء ہے۔“

”لیکن حیل۔۔۔ جو پولیس کی طرف سے اڑی کیا گیا ہے۔“

اجنبی لہجے کے چے سے قہبہ پر اگندگی ظاہر ہو رہی چپ چاپ اتھاٹھاڑی
بوجھ کہا اس کا مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ وہ بات اس کیلئے کسی خاص اہمیت کی حامل نہیں۔
اوہ مژہ بوس دروازے کی طرف دیکھتا رہا جس سے داخل ہوا تھا۔
تم نے بغیر اجازت اندر آنے کی حراثت کیسے کی؟ ”حمد نے اس سے پوچھا۔
لیکن وہ صرف اپنے ہونٹوں پر زبان چھپ کر رہا گیا!
”ہے کیا پچھلا دروازہ تم نے کھولا تھا۔“ ”حمد نے سارہ سے پوچھا۔
”نہیں... نہیں تو۔“

”کیا تم نے قفل توڑا ہے۔“ وہ پسرا جینی کی طرف متوجہ ہو کر بولا:
اس نے لنفی میں سر ہلا دیا۔

”یہ کون ہے۔ ہے؟“ حمید نے سارہ کو مخاطب کیا۔

”میں... میں...“

”نہیں۔! تم اس سے انکار نہیں کر سکو گی۔! ابھی کچھ بھی دیر پہنچے اس کی آمد
پر تمہاری زبان سے ایسے الفاظ سکلتے تھے جن میں جبرت بھی عقی اور شناسانی کا اعتراف بھی ہے۔
”یہ ایک فراؤ لڑکی ہے جناب!“ اجنبی نے کہا! اس وقت یہ فراؤ ادشلوار میں
نظر آ رہی ہے بڑی اچھی اردو بول رہی ہے۔ لیکن پچھلے ہفتے اس نے مجھے بتایا تھا کہ یہ ایک
امریکی ٹوورسٹ ہے!۔ بال اس نے رنگ ڈالے ہیں اور نہ یہ اخروٹی رنگ کے تھے۔!
”یہ جھوٹ ہے...“

”اور اس نے مجھے ایک طوفانی رات میں ایک خاص مہم پر بھجا تھا!... ایک دیرین
مکان میں... گھنے بیٹھل کے درمیان...! اس کے لئے۔“

اجنبی نے جیب سے ایک چرمی پرمن نکالتے ہوئے کہا۔۔ جس کی ایک طرف کی سطح
نہری اپنی اسارہ بے ساختہ اس پر جھپٹ پڑی!... پرس پھین لیا اور اسے اپنے جبکہ
کے گرد بیان میں ٹھوٹتی ہوتی بیٹھے ہٹائی۔!

اپنک مٹ گئے ہیں! ان کی جگہ بیٹاشت نے لے لی ہے!... لیکن اس سلسلہ میں اس نے
بوجھ کہا اس کا مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ وہ بات اس کیلئے کسی خاص اہمیت کی حامل نہیں۔
”حمد اسے بغیر دیکھتا ہا... دفعہ ادا نوں کی نظریں ملیں اور وہ ہنس پڑی۔
”بہت مسرور نظر آ رہی ہو۔!“

”اب میں کچھ دن اسی ہٹ میں گزاروں گی۔!“

”شوق سے۔! لیکن مجھے شہر جھوٹ کر کہیں اور چلا جانا پڑے گا!“
”کیوں؟“

”اسے تو کیا پلیس سے اپنی جان پچاؤں گا۔!“

”تم بھی یہیں رہو... شہر کی طرف جاؤ ہی مت۔!“

”دلچسپ ہو جاؤ!“ حمید آنکھیں نکال کر بولا۔ اور میرے جہانی بند مجھے مردہ بھجو
گر میرے کارڈ پر قیقدہ کر دیں...“

”وہ اس پر کچھ کرنے کے بجائے لگانگانے لگی۔“

”آؤ تو سیٹ کریں۔!“

”جیک اسی وقت اندر بھرے کا دروازہ کھلا اور ایک طویل قامت نوجوان اس
بھرے میں داخل ہوا۔

”جیسے ہی سارہ کی نظر اس پر پڑی لوکھلا کر اسٹول سے اٹھ گئی!...“

”ست۔ تم۔!“

”حمد کا تھدیے اختیار حیب کی طرف گیا تھا! اور دھرے ہی لئے میں اس کا
ریوال اجنبی کے سینے کا لثائے لے رہا تھا!“

”اجنبی جہاں تھا وہی ٹھیک گیا!“

”اپنے ما تھا اور ما تھا۔!“ حمید غرایا۔

اُسے اسٹریپر پڑا دیا گیا! - بلے ہوش ہو گئی تھی! ...
دانست آئنی شخصتی سے ایک دوسرے پر جھے تھے کہ جبڑوں کی دریدیں اُجھرا تیں!
تھیں!

ہٹ کے باہر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر جملکہ سراغر ساقی کے ہترین لشانہ باز موجود تھے! - انہیں اس طرح بھیلایا گیا تھا کہ مشکل ہی سے ان کے بارے میں کسی کو کسی قسم کا خبر ہو سکتا! ...

اور فریدی ہٹ کے عقبی دروازے میں کھڑا! ... دور دو تک کا جائزہ لے رہا تھا...! اگلے میں دور بین لٹک رہی تھی! کبھی کبھی وہ دور بین آنکھوں کے قریب لاتے ہوتے اس کا رُخ ساصل کی طرف پھیر دیتا! ...
کچھ دیر بعد پشت پر قدموں کی چاپ سن کر مڑا۔
اوہ - طارق! ... کیا بات ہے؟

"وہ بلے ہوش ہو گئی ہے جناب! " بلے آدمی نے جواب دیا!
" یہے اسٹرنٹ نے کیا بڑا تو کیا تمہارے ساتھ ہے؟ "

" اسے صاحب انہوں نے توریو الور نکال لیا تھا... "

" ہوں تو! ... وہ بلے ہوش ہو گئی - پرس کہاں ہے! ... "

" اس نے دیکھتے ہی جھیٹ لیا تھا! ... اس وقت اس کے جپر کے گریان میں اور وہ ہے! ... !"

اس کے ہاتھ لیکھت ڈھلے ڈر گئے... اور حمید کو ایسا محسوس ہو جیسے وہ تو ازن کی حس کھو بیٹھی ہو... بکر میں ہاتھ دے کر سنبھال نہ لیتا! تو یقینی طور پر اس کے ساتھ ہی خود بیٹھی گرا ہوتا! ...

سماں کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں! ...

حمدی نے عرفان سے کہا! " وہ اسٹریپر بچھا دو! ...

دفعہ حمید کو پھر اُسی دروازے کی طرف متوجہ ہو جانا پڑا جس سے اجنبی آیا تھا! - عرفان آرٹٹ - ! یہ عرفان آرٹٹ تھا! ...

حید سارہ کی طرف مٹرا جس کا پھرہ بیلے حذرہ ہو چکا تھا! ...

" یہی ہے - وہ قاتل - ! " عرفان نا تھا اٹھا کر چنجا! ...

پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف جھپٹی ہی تھی کہ حمید نے چھلانگ لکھائی اور دونوں کے درمیان حائل ہو گیا۔

" جھاگو! - ! " اُس نے تیز قسم کی سرگوشی کی! اُن کے پیچے پولیس بھی ہو گی! " پیچے ہٹو! - ! " حمید نے اُسے دھکا دیتے ہوئے کہا! ...

" کیا کہ رہے ہو تم! - ! " وہ دانت پیس کر بول! آتم بھی چنسو گے! - !

" چنس جانا میری ہابی ہے! ... اور پھر جب! ... ! " حمید باتیں آنکھ دبا کر مسکرا دیا! ...

" یہ مذاق نہیں ہے! ... وہ بچھر گئی! ... اور پھر دروازے کی طرف جھپٹی! حمید نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے...! اور وہ وحشیانہ انداز میں ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے اوپر گرنے لگی۔ لیکن کھلائیوں پر حمید کی گرفت مصبوط تھی!

" میں ایک پولیس آفیسر ہوں احمد! ... ! " حمید نے اسے پیچے دھکیلے ہوتے کہا!

" پپ! - پولیس! ... ! "

اس کے ہاتھ لیکھت ڈھلے ڈر گئے... اور حمید کو ایسا محسوس ہو جیسے وہ تو ازن

www.urdufans.com or www.allurdu.com for sharing Purpose only by RFI

rfi@urdufans.com

پال پن کی شکل میں نہ ختم ہو! ...
اپنا... اچھا...!
جیہد نے معنی نیز انداز میں مرہلا کر کہا اب تیز قدموں سے
چلتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا...!

سارہ کے جسم کو جیغش ہوتی چھر بلکی سی کراہ نکلی... آہستہ آہستہ انکھیں کھلیں
اور بالآخر چھپیں کردہ گیئیں۔!

چوت پڑی چھت کو تاکے جا رہی تھی!... پھر دیدوں نے دائیں بائیں جیغش
کی اور وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھی!... فریدی سانتہ کھڑا تھا اس سے نظریں
بلیں اور سارہ کا جسم اس طرح ہل کر رہ گیا جیسے ایکڑ ک شاک لگا ہوا!

اب وہ بغلیں جھاٹک رہی تھی۔ اتنے میں جمیڈ قیچی لئے ہوتے والپن آیا۔
اوہ۔ گڑ۔ ...!
اوہ چٹکی بجا کر بولا۔ لیکن اٹھیناں کر لیجئے۔... کہیں
بیو شی پاگل پن ہی پر ختم نہ ہوتی ہو۔!

”نهیں۔... میں بالکل صحیح الدانع ہوں۔...“ اس کی آواز کا نپ رہی تھی!
”یقین نہ کیجئے گا۔ ہر پاگل ہی کتا ہے!“ جمیڈ بول پڑا۔

فریدی اس کی طرف توجہ دیتے بغیر سارہ کے چہرے پر تظریح مانے رہا۔... تھا
بوجیں سی خاموشی طاری تھی! عرفان بھی ایک ٹک سارہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا!
”دقعاً سارہ بولی۔“ میں۔... میں نے اپنی جان بچانے کے لئے اُسے قتل
کر دیا تھا۔!

”کہے قتل کر دیا تھا!“ فریدی نے یہی خذرم لیجئے میں پوچھا!
”لیسیر آیاد کے مشہور بدمعاش رزم خمان کو۔!
اوہ۔! لیکن کہاں قتل کیا تھا۔...؟“

”اس شرلیف آدمی کے مکان میں جنہیں سڑک کے کنارے جنگل کے درمیان

”ٹھیک ہے... اب تم جا سکتے ہو...!
جب بھی کوئی ضرورت ہو آپ اسی فون نمبر پر یاد فرم سکتے ہیں...!
شکریہ!“ فریدی نے کہا اور طارق باہر چلا گیا۔...

فریدی نے باختہ اٹھا کر اپنے ماتحتوں کو کسی قسم کا اشارہ کیا اور جیچے ہٹ کر
در دا انہ متفصل کرتے ہوئے اس طرح ساکت و سامت ہو گیا جیسے اپا ہم کوئی
خاص بات یاد آئی ہو۔...!
یہا ہو کر چند لمحے قفل کے سوراخ کو گھوڑا مارنا بھرا نہ جاتے کے لئے
ٹڑا۔!

جمیڈ سارہ کے چہرے پر پانی کے چھٹیے مار رہا تھا اور عرفان اسٹریچر کے
قریب کچھ ایسے انداز میں کھڑا تھا جیسے خود اُس سے کوئی ہستے ٹہری خطاطر زد
ہوئی ہو۔...!
”وہ کھڑکی کھوں دو...! فریدی نے بائیں جانب والی کھڑکی کی بڑت اشارة
کیا!...!

جمیڈ سے پہلے عرفان کھڑکی کی طرف جھٹپٹا تھا۔...!
”ایجھی کچھ دیر پہلے کسی قدر موشر کے اشارہ نظر آئے تھے۔... لیکن اب
چھر غافل ہو گئی ہے!“

”جی۔!“ فریدی سارہ کے چہرے پر تظریح مانے ہوتے بولا۔ لبھ طنز ہے تھا!
جمیڈ چونکہ اس کی طرف دیکھنے لگا!...
”یہ ہوشی خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے! فریدی نے کہا ترا قیچی تو لاو...!
”قیچی۔!“ جمیڈ نے ہیرت سے کہا!
”ہاں سر کے سارے بال آتارنے پڑیں گے۔ ورنہ خدا شہبے کے کہیں یہ ہوشی

واقن ہے...!

”تو ان کا بیان صحیح تھا؟“

”ہاں... بالکل...!“

”لیکن ہمیں تو وہاں کوئی لاش نہیں ملی۔!“

”لاش کے بارے میں بھی یہی بتا سکیں گے...! وہ سورہ اتحاد کوٹ آتا رکرسی

پر طحاں دیا تھا!... - مجھے معلوم تھا کہ کوٹ کی جیب میں ریلوالور ضرور ہو گا!

میں نے ریلوالور کاں کر دل کی جگہ بینے پر رکھا اور ڈریگر دبایا... - یہ بھی مری

خوش قسمتی تھی کہ ریلوالور میں سائیلفسٹر لگا ہوا تھا اس لئے فاتحہ کی آواز نہیں ہوئی

تھی درست میں آخر آسانی سے فراہ نہ ہو سکتی!“

”لیکن وہ تمہیں کیوں مار دا لانا چاہتا تھا؟“

” بتا بھی دوں تو اس سے کیا فائدہ ہے؟“

”تم ایک ذمہ دار آفیسر کو بیان دے رہی ہو!“ محمد ناخوشگوار لمحے میں

”آفیسر - ہوتا ہے...!“ وہ بُرا سامنہ بناتا کہ دوسرا طرف دیکھتے لگی...!

”ہونہ کا کیا مطلب...?“ محمد گر جا!

”میں موت کے منہ سے بہت قریب ہوں!...“ سارہ نے زہر بیٹھے لجھے میں

کہا!“ اس لئے ستو اتم سب ناکارہ اور غیر ذمہ دار ہو! تمہاری آنکھوں کے

سلسلے بڑی سے بڑی غیر قانونی حرکتیں ہوتی رہتی ہیں! لیکن تمہارے کافوں پر

جون کم نہیں ریکھتی! یا تم میزموں سے خالق ہوتے ہو یا لمبی رشویں لے کر

چشم پوشی کرتے ہو! یا اس لئے پھلوٹھی کرتے ہو کہ تم سے بھی بڑے کسی آفیسر کی

سفرارش تمہارے ہاتھ دروک دے گی!...“

”یہ تو تم سمجھ کرہ رہی ہو!“ فریدی آہستہ سے بولا!

سارا اور زیادہ جوش و خروش کا منظاہرہ کرنے لگی!...“

”گولڈن ایر و تنظیم کے لئے تم نے کیا... کیا... مجھے بتاؤ کیا وہ تنظیم
پوری قوم کو تباہی کی طرف نہیں لے جا رہی! لیکن کاکون سا ایسا شہر ہے جہاں اس
کا کار و بارہ چل رہا ہو!“

”گولڈن ایر و...!“ مسکر وہ تو محقق کہانی ہے!...“ فریدی نے کسی تقدیر
بیرون تھاہر کرتے ہوئے کہا!

”اگاہ... تو نوام کی طرح پولیس بھی اس کے بارے میں یہی تظری و رکھتی ہے!“

”اں آں... عام طور پر بھی خیال پایا جاتا ہے کہ لیکن کسی شہر میں چند
آدمیوں نے اسی نام سے یہ کار و بار چلا یا تھا! - وہ پکڑتے گئے۔ دوسروں کو
موقع ہاتھ آیا۔ انہوں نے بھی یہی نام اختیار کر کے اسی قسم کے کار و بار چلاتے۔
پھر یہ وبا نیزی سے پورے ملک میں پھیل گئی! - الفرادی کار و بار کرنے والوں
نے بھی اسی نام کی آڑ لی۔ اسکے گئے تو گولڈن ایر و تنظیم کا نام لے دیا...!“

”اسوس کر آپ لوگ ایک بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں...!“

”خوب!“ فریدی بھی سکرا کیا۔ ابھر ایسا ہتھ تھا جیسے اس طفلہ خیال کی تفصیل
کرنا مقصود ہو!...“

سارہ اور زیادہ تیر بوکر بولی! ”میں خود اسی تنظیم کی ماری ہوتی ہوں...“
میں جو اسی تنظیم کی ایک رکن بھی ہوں...!“

”ہوں - ہوں - ہو گا؟“ فریدی نے اکتا ہٹ کا انداز کیا!
”تنظیم کے سربراہ کو شہر ہو گیا ہے کہ میں اس سے واقف ہوں!...“ اس لئے

وہ مجھے ختم کر دینا چاہتا ہے... رزم خان اور اس کے تین گرگے میرے پچھے

r
f
i
@
u
r
d
u
f
a
n
s
•
c
o
m

r
f
i
@
u
r
d
u
f
a
n
s
.
c
o
m

"نہیں...؟"
وہ تمہیں مجھ سے ملانے کے لئے تاریخام لے جا رہا تھا حالانکہ مجھے اس پانٹھمنٹ کا کوئی نہیں..."
"آپ سے...! وہ بوجھا کر کھڑتی ہو گئی۔"
"تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتی تھیں۔!"
وہ آنکھیں چاڑھے خلا میں گھورتی۔ ہی پھر کہ بیک دوبارہ اسٹرپ پھر پر جا گئی۔!
اب وہ کسی بھی سیچھی کی طرح بکب بکب کر روندھی تھی۔!
حیدر بے بی سے ملتا ہوا فریدی سے بولا "آپ... نف... فرمائیے...!"
فریدی نے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا اور بجھا ہوا سگا۔
سلکاتے لگتا۔
"اب آپ جاسکتے ہیں؟" اس نے عزفان آرٹسٹ سے کچھ دیر بعد کہا!
"میں بے حد شکر گزار ہوں جناب۔ حوالات میں مجھے کسی قسم کی بھی سلطنت نہیں ہوتی... دیے جب بھی آپ یاد فرمائیں گے حاضر ہو جاؤں گا!"
"شکریہ...!" فریدی نے کہتے ہوئے اس سکتے دروازہ کھولा اور ایک طرف ہٹ گیا۔
عزفان دروازے سے نکل کر بائیں جانب مڑا۔ پھر فریدی دروازہ بند ہی کر رہا تھا کہ کوئی پیزیست نہیں ہوتی دروازے سے گذرا کمرے میں داخل ہوتی ساتھ
ہی ایک قسم کی چینچ سے کرے کی دیواریں چھین چھنا ایھیں۔!
یہ بے ہوش سارہ کی چینچ تھی اور ایک تیر راس کے پبلوں میں چھوست تھا!
ساتھے ولے ہٹ کی کھڑکی زور دار آواز کے ساتھ بند ہو گئی۔!

تھے ما... رزم خاں کو تو میں نے ہی موت کی نیند سُلا دیا اور گرگوں کے بارے میں نہیں جانتی کہ ان کا کیا حصہ ہوا۔"
وہ خاموش ہو کر حمید کی طرف دیکھتے لگی پھر ماتھا کر بولی! "ماں میری کار کی بادی گولیوں سے چھلنی ہو گئی۔ کسی نے دوسروی گاڑی سے مجھ پر فارم گک کی تھی۔ لہذا جیسے میں جان بجا کر سکل جانا چاہتی تھی۔ الٹ جانے کے بعد گاڑی کا انجن کیسے بند ملتا ہے۔"
کیا تم پتا سکو گی کہ رزم خاں کی لاٹ کیوں نہ برآمد ہو گئی؟" فریدی نے پوچھا!
"میں یہ سب کچھ ملکر پولیس کو صرف ایک آفسر کو تباہ کتی ہوں! میں اس سے ملنا چاہتی تھی۔ اسی سے ملتے کے لئے... تاریخام جا رہی تھی کہ مجھ پر گھلے ہوا۔"
"ہوں... کیا نام ہے اس کا؟..."
"گرنل فریدی...!" سارہ نے جواب دیا۔
"تاریخام میں ملنا چاہتی تھیں...؟" فریدی نے چہرے سے کہا!
"میرے ایک شناختی کرنل سے میرے لئے وقت لیا تھا! اور ملاقات تاریخام میں ٹھہری تھی...!"
"اور وہی آدمی پھر تمہارے لئے سرت کافر نشہ بن گیا تھا!"
"اس بے چارے کا کیا تصور،... وہ بھی گولڈن ایر و نیلم سے اپنا پیچا جھٹرا چاہتا تھا!"
"خیر۔ فی الحال وہ عرامت میں ہے! اور وہ دونوں بھی بہنوں نے تمہاری گھاڑی پر فارم گکی تھی۔!"
"اس بے چارے کو کس نہایا پر عرامت میں لیا گا ہے۔!"
"میں نے کشم پر گویاں برسانے والے اُسی کے آدمی تھے۔!"

"اس نے اسی پر س کے لئے ملارق کو دہاں بھیجنے کا خطرہ مول لیا تھا! تمہیں یاد کئے تھے...!
ہو کاکہ میں مکان کی لپٹ پر بھی گیا تھا اور اس دلیار کا جائزہ لئے رہا تھا میں پر جڑھ کر وہ صحن میں کو دی تھی...!"

"مجھے یاد ہے۔ محض اس لئے یاد ہے کہ آپ نے میرے ساتھ ایک زیارتی کی تھی...! مارچ کی روشنی اس طرح میرے چہرے پر ڈالی تھی کہ میں حصہ جدید تھا!
لاش پر جی ہوئی تھی...! فریبی کی ایک گولی نے اس کی ہٹاتی میں سوراخ کیا تھا اور دوسرا بھی یعنی پر جھکھی تھی...! قریب ہی ایک کمان پڑی نظر آئی۔ کھڑکی کے پنجھ والی، چھوٹی میز پر دو قیر رکھتے ہوتے تھے۔
کچھ دیر بعد وہ پھر اپنے ہٹ میں داپس آیا۔ یہاں سارہ دوڑ کوڑ جیکی تھی میں اور دوسرا
جیسے بآمدے ہی میں کھڑا ہوا۔
کے سجائے گول تھا۔!

"گولڈن ائر و تنظیم سے تعلق رکھنے والے یہی نشان استعمال کرتے ہیں! لیکن خیر
ماں تو میں یہ کھڑا تھا کہ پرس میں کوئی الیسی ٹبری رقم موجود نہیں تھی جس کے لئے
وہ اس قسم کا خطرہ مول لیتی۔!"

"لیکن یہ گولڈن ائر و کائنات۔!"
تم جانتے ہو کہ یہ بھی کوئی ڈھکی چیزی بات نہیں... عموم کہ جانتے ہیں کہ وہ
نشان گولڈن ائر و تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ مجھ سے کیوں ملتا
چاہتی تھی۔ اور تنظیم سے تعلق رکھنے والے اس کی زندگی کے گاہک کیوں بن گئے تھے؟
لا اور یہ پرس مجھے دے دو!...!"

فریدی نے اُسے الٹ پلٹ کر دیکھا اور جیب میں ڈال لیا۔!

"وہ سے ہی لئے میں فریبی باہر تھا... پہلے درپیے دوناں اس نے کھڑکی پر
کئے تھے...!
اس کے وہ ماتحت جو مختلف مقامات پر پہلے ہوتے تھے اسے اس عالم میں
دیکھ کر درپیے۔ ہٹ کو گھر سے میں لے لیا گیا۔

کھڑکی کے شیشیوں میں دوسرا بھی تھے!... اور دوسرا طرف کمرے میں ایک
لاش پر جی ہوئی تھی...! فریبی کی ایک گولی نے اس کی ہٹاتی میں سوراخ کیا تھا اور
دوسری یعنی پر جھکھی تھی...! قریب ہی ایک کمان پڑی نظر آئی۔ کھڑکی کے پنجھ والی،
چھوٹی میز پر دو قیر رکھتے ہوتے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ پھر اپنے ہٹ میں داپس آیا۔ یہاں سارہ دوڑ کوڑ جیکی تھی میں
جیسے بآمدے ہی میں کھڑا ہوا۔
"یہ کیا ہوا۔?" اس نے جھرائی جوئی آوان میں کہا:
"ساری احیا طی تدبیر خاک میں مل گئیں!...!" فریبی نے کہا اس وقت

اس کی آوان کسی غصی شر کی غرامٹ سے مشابہ تھی۔
"کیا وہ نکل گیا...?"

"ہاں... بالکل۔! اس طرح ہاتھ سے نکل گیا کہ اب میرے کسی سوال کا
جواب نہ دے سکے گا!"

"مر گیا...!"

"وہ نوں گولیاں کارکر جوئی تھیں۔! اوہ... وہ پرس!...!"

"میرے پاس ہے۔!" جیسے کوٹ کی جیب پر ہاتھ رکھ کر کہا۔! میں
اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا لیکن جس اندانت سے وہ اس پر جھیٹی تھی مجھے
اس کی اہمیت کا احساس دلانے کے لئے کافی تھا!"

”اب کیا کہتے گا۔ !“

”بھارے بھکے کے سارے ذمہ دار آفیسروں کا یہی خیال ہے کہ گولڈن ایرو ایک الیسا خیال ہوا ہے جو مجرموں کا پشت پناہ بن جاتا ہے ! حقیقتاً اس کا کوئی وجود نہیں ۔ ۔ ۔ یہ کوئی منظر گروہ نہیں بلکہ مختلف لوگ اسی نام کی آڑلے کر اپنا کا ویار چلا رہے ہیں ۔ ۔ ۔ میں ان آفیسروں کو کچھی متفق نہیں رہا ! - عرصتِ امن تنظیم کے سوراہ کو منتظر نام پر کھینچ لائے کی معنی کرتا رہا ہوں !“

”اوہ - تو کیا ۔ ۔ ۔ گروہ کے وہ لوگ جو کپڑے جاتے ہیں، اس کی لشائی

www.allurdu.com نہیں کر سکتے !“

”انہوں نے اس کی شکل نہیں دیکھی کیونکہ وہ ستر پاپا سیاہ پوش ہوتا ہے اور چہرہ نقاب میں چھپا ہوتا ہے - । احکامات نوں پر ملتے ہیں وہ آدمی بھی اُس کے باسے میں کچھ نہیں تباہ کا یہس نے اڑاکی کو مجھ سے ملانے کا فریب دے کر تارِ جام کا سفر کرنے کی ہدایت دی تھی - !“

”وہ غریب اسے اپنا ہمدرد سمجھتی رہی تھی - !“

”ہوں - اوں - !“ فردی کسی سوچ میں ڈوب گیا !

اُس کے ماتحت لاشوں کوہ ماں سے ہٹانے کے لئے انتظامات

rfi@urdufans.com کرتے رہے ۔ ۔ ۔ !

کچھ دیر بعد فریبی بولا ”اب یہی نصیر آباد جانا پڑے گا ! رزم خان اور اس لاکی کے بارے میں وہیں سے معلومات حاصل ہو سکیں گی - رزم خان کی لاش عرفان کے گھر سے ہٹا کر غائب کر دی گئی تھی - ! ممکن ہے رزم خان سرگرد وہ سے واقف رہا ہو - ! پڑے دل گردے کا آدمی تھا - !“

”کیا یہی خود کو درستی خانے سے سید و شر تصور کر دیں - !“

وہ ہرگز تھیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑائی شاہت ہوا ہے! اور اور۔۔۔ تھیکب یاد آیا۔ لڑکی نسیر آباد میں ایک ائمہ طبلیل، چیلار ہی تھیں۔ مکار و بار سی خصیت سے اس سس دن بھی خاتم شامل تھا!“
دیبا اطلاع اس سلسلے پس سودھنہ بھی ہو سکتی ہے۔ فرید می نے پُر لفکر لے کر کہا!

حتم شد

اس کے بعد

f

جاسوسی دُنیا کا خاص نمبر

i @

u u
r r
d d

انہی صفتیں

f f
a a
n n

کردن میں خیر پیوست ہوتا اور ایک جھٹکے کے ساتھ زرقہ و حشتوں میں
s **s** تھیم ہو جاتا

وہ - جو فریدی سے بھی خالق نہیں تھا! وہ - جسے فریدی کی ملاش تھی!

اور - فریدی کو اس کڑکی کے راز کی ملاش تھی!

o اسرار پبلیک شیر، چوک میکلود روڈ بیڈن روڈ لاہور
m **m**